ماہنامہ
احمدیہ گزٹ
کینیڈا

جولائی 2021ء

قربانی کے مثالی معیار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک اہم ارشاد:

ہر احمدی عورت کو ہاجرہؑ بننا پڑے گا اور ہر احمدی نوجوان کو اسماعیلؑ بننا پڑے گا اور ہر ملک اور ہر قوم اور ہر نسل میں سے ہر احمدی کو یہ معیار دکھانے ہوں گے تبھی ہم دنیا میں ایک وحدت پیدا کر سکتے ہیں۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔27نومبر2020ء، صفحہ 15)

ہر آنے والی قربانی کی عید اسلام کی ترقی کی نئی منزلیں دکھانے والی ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عیدالاضحیہ مورخہ 31جولائی2020ء سے ایک اقتباس:

توحید کا قیام جس کے لئے حضرت ابراہیم، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے قربانیاں دی تھیں اور خدا تعالیٰ کا پہلا گھر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا نشان بن کر ابھرا تھا اور تبھی ہم اس زمانہ کے ابراہیمؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بن سکیں گے یعنی دین واحد پر جمع کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اندر حقیقی قربانی کا مادہ پیدا کرے۔ ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ ہر آنے والی قربانی کی عید ہمیں اسلام کی ترقی کی نئی منزلیں دکھانے والی ہو۔ ہم ایسی مقبول قربانیاں کرنے والے ہوں جس کے فیوض وبرکات ہم دنیاوآخرت میں حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔27نومبر2020ء، صفحہ 15)

جولائی 2021ء جلد نمبر 50 شمارہ 7

فہرست مضامین

قرآن مجید	2
حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطبہ عیدالاضحیہ کا خلاصہ	11
مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیا ہو۔ خطبہ الہامیہ سے ایک اقتباس	13
دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے ازشعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	14
قربانی کا فلسفہ اور حکمت و مصلحت ازمکرم مولانا جاوید اقبال ناصر صاحب	15
خاتم الرسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر حجّۃ الوداع ازمکرم مولانا انیس احمد ندیم صاحب	20
قربانی کی حقیقت، فضیلت، اہمیت اور اس کے عمومی مسائل ازمکرم مولانا فضل احمد ساجد صاحب	24
نماز خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے ازشعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	28
قرآن اور انبیاء ازمکرم طارق حیدر صاحب	29
بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	32

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیر

شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ لِلّٰہِ ؕ فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَیۡسَرَ مِنَ الۡہَدۡیِ ۚ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَکُمۡ حَتّٰی یَبۡلُغَ الۡہَدۡیُ مَحِلَّہٗ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ بِہٖۤ اَذًی مِّنۡ رَّاۡسِہٖ فَفِدۡیَۃٌ مِّنۡ صِیَامٍ اَوۡ صَدَقَۃٍ اَوۡ نُسُکٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ ۪ فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَۃِ اِلَی الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَیۡسَرَ مِنَ الۡہَدۡیِ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ فِی الۡحَجِّ وَسَبۡعَۃٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ ؕ تِلۡکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ اَہۡلُہٗ حَاضِرِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۝

اَلۡحَجُّ اَشۡہُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِیۡہِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یَّعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوۡنِ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۝

(سورۃ البقرۃ 2: 197-198)

اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ پس اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو بھی قربانی میسر آئے (کر دو) اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی (ذبح ہونے کی) مقررہ جگہ پر پہنچ جائے۔ پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو کچھ روزوں کی صورت میں یا صدقہ دے کر یا قربانی پیش کر کے فدیہ دینا ہوگا۔ پس جب تم امن میں آ جاؤ تو جو بھی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے تو (چاہئے کہ) جو بھی اسے قربانی میں سے میسر آئے (کر دے)۔ اور جو (توفیق) نہ پائے تو اسے حج کے دوران تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے اور سات جب تم واپس چلے جاؤ۔ یہ دس (دن) مکمل ہوئے۔ یہ (اوامر) اس کے لئے ہیں جس کے اہل خانہ مسجد حرام کے پاس رہائش پذیر نہ ہوں۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

حج چند معلوم مہینوں میں ہوتا ہے۔ پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کر لیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بدکرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔ اور جو نیکی بھی تم کرو اللہ اسے جان لے گا۔ اور زادِ سفر جمع کرتے رہو۔ پس یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے۔ اور مجھ ہی سے ڈرو اے عقل والو۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ أِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فِیۡ حَجَّۃِ الۡوَدَاعِ، یَا اَیُّھَاالنَّاسُ! اَیُّ یَوۡمٍ ھٰذَا؟ قَالُوۡا: ھٰذَا یَوۡمٌ حَرَامٌ. قَالَ اَیُّ بَلَدٍھٰذَا؟ قَالُوۡا بَلَدٌ حَرَامٌ. قَالَ: فَاَیُّ شَھۡرٍ ھٰذَا؟ قَالُوۡا شَھۡرٌ حَرَامٌ. قَالَ: اِنَّ اَمۡوَلَکُمۡ وَدِمَائَکُمۡ وَاَعۡرَاضَکُمۡ عَلَیۡکُمۡ حَرَامٌ کَحُرۡمَۃِ یَوۡمِکُمۡ ھٰذَا فِیۡ بَلَدِکُمۡ ھٰذَا فِیۡ شَھۡرِکُمۡ ھٰذَا ثُمَّ أَعَادَھَا مِرَارًا. ثُمَّ رَفَعَ رَأۡسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ. فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ ھَلۡ بَلَّغۡتُ مِرَارًا. قَالَ: یَقُوۡلُ ابۡنِ عَبَّاسٍ: وَاللّٰہِ اِنَّھَا لَوَصِیَّۃٌ اِلٰی رَبِّہٖ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا فَلۡیُبَلِّغِ الشَّاھِدُالۡغَائِبَ، لَا تَرۡجِعُوۡا بَعۡدِیۡ کُفَّارًا یَضۡرِبُ بَعۡضُکُمۡ رِقَابَ بَعۡضٍ.

(مسند احمد۔ جلد اول، حدیث 2036، صفحہ 230۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث 300، صفحہ 281)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ (عرفہ کا) قابل احترام دن ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ (مکہ کا) قابل احترام شہر ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ (ذی الحجہ کا) قابل احترام مہینہ ہے۔ (اس سوال کے جواب کے بعد) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سنو! تمہارے اموال اور تمہارے خون اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قابل احترام اور مستحق حفاظت ہیں اور ان کی ہتک تمہارے لئے حرام ہے۔ جس طرح یہ دن، یہ شہر اور یہ مہینہ تمہارے لئے قابل احترام اور لائق ادب ہے اور جس کی ہتک تم پر حرام ہے۔ حضورؐ نے اس بات کو کئی بار دوہرایا۔ پھر آپؐ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ حضورؐ نے ھَلۡ بَلَّغۡتُ کے الفاظ کئی بار دوہرائے۔ ... پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ نصیحت یقیناً اس رب العزت کی طرف سے ہے۔ پھر آپؐ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ دیکھو جو یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو اس موقع پر موجود نہیں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ یاد رکھو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو (اور خون ریزی کا ارتکاب کرنے لگو۔)

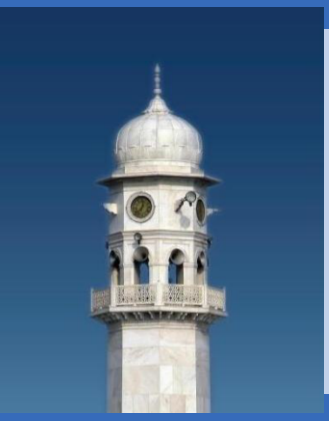

حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گھر کے گرد گھومتے ہیں اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے اور روح اُس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے

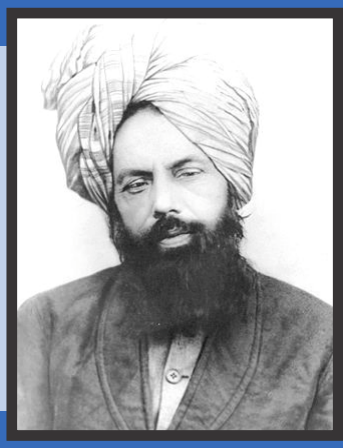

جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے اور روحانی افعال کا جسم پر اثر پڑتا ہے۔ پس ایسا ہی عبادت کی دوسری قسم میں بھی جو محبت اور ایثار ہے انہیں تاثیرات کا جسم اور روح میں عوض معاوضہ ہے۔ محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے۔ اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور یہ حجر اسود میرا آستانہ کا پتھر☆ ہے۔ اور ایسا حکم اس لئے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گھر کے گرد گھومتے ہیں اور ایسی صورتیں بنا کر کہ گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دُور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں۔ اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اُس کے گھر کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں۔ اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے۔ اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے۔ اور روح اُس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے۔ اور اُس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے۔ اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں۔ ایک دوست ایک دوست جانی کا خط پا کر بھی اس کو چومتا ہے۔ کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا۔ اور نہ حجر اسود سے مرادیں مانگتا ہے۔ بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے وبس۔ جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر سجدہ زمین کے لئے نہیں۔ ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے جس نے اس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھہرایا۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 100-101)

☆ حاشیہ۔ خدا کا آستانہ مصدر فیوض ہے یعنی اُسی کے آستانہ سے ہر ایک فیض ملتا ہے۔ پس اسی کے لئے معبّرین لکھتے ہیں کہ اگر کوئی خواب میں حجر اسود کو بوسہ دے تو علوم روحانیہ اُس کو حاصل ہوتے ہیں کیونکہ حجر اسود سے مراد منبع علم و فیض ہے۔ منہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات فرمودہ مئی 2021ء

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 07 مئی 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07 مئی 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی برابر مخالفت کرتے رہے ایک دن اُن کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس مذہب کے بانی کا ہی کام تمام کر دیا جائے چنانچہ وہ تلوار ہاتھ میں لے کر گھر سے نکلے۔ راستے میں کسی شخص سے عمرؓ کو اپنی بہن اور بہنوئی کے اسلام قبول کر لینے کا علم ہوا تو آپؓ بہن کے گھر پہنچے جہاں ایک صحابیؓ کے قرآن کریم پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ تاخیر سے دروازہ کھولے جانے پر حضرت عمرؓ کا غصہ مزید بڑھ گیا اور انہوں نے اپنے بہنوئی سے فوراً اسلام قبول کرنے کے بارہ میں سوال کیا۔ بہنوئی نے پردہ ڈالنا چاہا تو حضرت عمرؓ انہیں مارنے کے لئے آگے بڑھے۔ آپؓ کی بہن درمیان میں آ گئیں، عمرؓ کا ہاتھ ان کی ناک پر لگا اور خون بہنے لگا۔ حضرت عمرؓ جذباتی آدمی تھے۔ چنانچہ یہ دیکھ کر اُن کے اندر نرمی کے جذبات پیدا ہو گئے اور انہوں نے قرآن کریم کے اوراق دکھانے کی درخواست کی۔ آپؓ کی بہن کے مطالبہ پر عمرؓ نے غسل کیا اور جب غسل کے بعد آپؓ نے قرآنی آیات پڑھیں تو چونکہ ان کے اندر ایک تغیر پیدا ہو چکا تھا اس لئے وہ آیات ختم کرتے ہی آپؓ نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ اس کے بعد آپؓ ننگی تلوار لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دارِارقم حاضر ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں ننگی تلوار لئے دروازہ کے باہر کھڑا دیکھ کر صحابہؓ کو تشویش پیدا ہوئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ دروازہ کھول دو میں دیکھوں گا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ جب دروازہ کھلا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے استفسار پر عرض کی کہ میں آپؐ کا غلام بننے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ وہ عمرؓ جو ایک گھنٹہ قبل اسلام کے شدید دشمن تھے اور رسول کریم ﷺ کو مارنے کے لئے گھر سے نکلے تھے ایک آن میں اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے۔

ابتدائے زمانہ اسلام میں صرف دو شخص مسلمانوں میں بہادر سمجھے جاتے تھے ایک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جب یہ دونوں مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کی درخواست پر خانہ کعبہ میں علی الاعلان نماز ادا کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کی خبر پھیلتے ہی کفار نے آپؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ایسے میں مکہ کے رئیسِ اعظم عاص بن وائل نے عمرؓ کو پناہ دینے کا اعلان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند دن تو امن میں رہے لیکن اس حالت کو آپؓ کی غیرتِ دینی نے برداشت نہ کیا اور آپؓ عاص بن وائل کی پناہ سے نکل آئے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بس میں مکہ کی گلیوں میں پٹتا اور پیٹتا ہی رہتا تھا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ عاص بن وائل کا قبیلہ بنو سہم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان بنو عدی ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ اس معاہدہ اور دوستی کی وجہ سے عاص بن وائل نے اپنا اخلاقی فرض جانا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کرے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دیکھو رسول کریم ﷺ کے کتنے کتنے شدید دشمن تھے مگر پھر ان پر کیسی تبدیلی پیدا ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے خلاف لٹھ لئے پھرتے تھے جب انہیں اسلام لانا نصیب ہوا تو دن رات دین کے فائدہ کے لئے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ابوجہل کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے قتل پر انعام کے اعلان اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رات کے

وقت خانہ کعبہ میں آنحضور ﷺ کو دعائیں کرتے ہوئے سننے کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ میں اس قدر رو رو کر دعائیں کیں کہ مجھ پر لرزہ پڑنے لگا۔ ان دعاؤں کو سن کر جگر پاش پاش ہوتا تھا۔ آخر ہیبتِ حق کی وجہ سے میرے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور میں نے آنحضرت ﷺ کی اس حالت سے سمجھ لیا کہ یہ سچا ہے اور ضرور کامیاب ہو جائے گا۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں آخر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے اور پھر وہ دوستیاں وہ تعلقات جو ابوجہل اور دوسرے مخالفوں سے تھیں یکلخت ٹوٹ گئے اور ان کی جگہ ایک نئی اخوت قائم ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہؓ ملے اور پھر ان تعلقات کی طرف کبھی خیال تک نہ آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین مختلف حوالہ جات پیش کرنے کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ ان تینوں جگہوں پر رات کو خانہ کعبہ میں حملے کا ذکر ہے۔ شاید اس کے بعد پھر نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر دن کو بھی نکلے ہوں اور وہ بہن بھائی والا واقعہ پیش آیا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کرتے ہوئے تین دفعہ آپؓ کے سینے پر ہاتھ مارا کہ اے اللہ! اس کے سینے میں جو کچھ بغض ہے اسے دُور کر دے اور اس کو ایمان سے بدل دے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو لوگوں سے پوچھا کہ قریش میں سب سے زیادہ باتیں پھیلانے کی عادت کس شخص کو ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جمیل بن معمر کو چنانچہ آپؓ صبح صبح اس کے پاس گئے اور اسے اپنے قبولِ اسلام کا بتا دیا تا کہ آپؓ کا اسلام قبول کرنا کسی سے ڈھکا چھپا نہ رہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میرے نفس کے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہارے نفس سے زیادہ تمہیں محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! اب آپؐ مجھے میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں اب ٹھیک ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ ہجرت کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہ کی یہ روایت ملتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار اور تیر کمان لے کر خانہ کعبہ گئے اور اعلان کیا کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اسے کھوئے، اولاد یتیم اور بیوی بیوہ ہو وہ مجھے اس وادی کے پار ملے۔

اس طرح کھل کر ہجرت کے متعلق صرف یہی ایک روایت بیان کی جاتی ہے اور اکثر سیرت نگار اس سے مختلف رائے رکھتے ہیں مثلاً محمد حسین ہیکل نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ آنحضور ﷺ نے خاموشی اور چپکے سے ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے اس کی نافرمانی کر سکتے تھے۔

مہاجرین میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس لوگوں کے ساتھ مدینہ پہنچے تھے۔ قبا میں آپؓ رفاعہ بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے۔ مکہ میں آنحضور ﷺ نے آپؓ کی مواخات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مدینہ پہنچ کر حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قائم فرمائی۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ آپؓ کی مواخات حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کی ابتدا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ اذان سکھائی اور ان ہی کی رؤیا پر انحصار کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں میں اذان کا رواج ڈالا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی خدا نے یہی اذان سکھائی تھی لیکن اس خیال سے کہ ایک اور شخص یہ بات بیان کر چکا ہے میں بیس دن تک خاموش رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ آج رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ رمضان میں جن نیکیوں کی توفیق ملی ہے انہیں رمضان کے بعد بھی جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ گذشتہ جمعہ کو میں نے درود اور استغفار کی طرف توجہ دلائی تھی وہ صرف رمضان تک محدود نہیں۔ فی زمانہ جب دجالی چالیں نئے نئے حربے استعمال کر رہی ہیں ہمیں ان شیطانی اور دجالی حملوں سے اپنے بچوں کو بچانے کے لئے انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہوگا جب ہمارا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط ہوگا۔ ہماری نمازیں، ہماری عبادات معیاری ہوں گی۔ بزرگوں اور ابتدائی احمدیوں کی اولادیں ہوں خواہ وہ جنہوں نے ازخود بیعت کی ہے سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنی حالتوں پر نظر رکھیں گے تب ہی ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچا سکتے ہیں۔

کورونا کی وبا جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ اسی طرح جن ملکوں میں احمدیت کی

مخالفت زوروں پر ہے ان کے لئے بھی دعا کریں۔ پاکستان کے احمدیوں کو تو خاص طور پر صدقہ وخیرات اور دعاؤں پر ہمیشہ بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ یہ دعائیں بہت زیادہ پڑھیں۔ نمازوں کا جس طرح رمضان میں اہتمام ہوتا ہے وہ رمضان کے بعد بھی جاری رہنا چاہئے۔ ہر طرح کے فتنہ سے بچنے، مسلم امہ اور مجموعی طور پر انسانیت کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 14 مئی 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 مئی 2021ء بروز عید الفطر مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ دنوں ایک مولوی صاحب سوشل میڈیا پر فرمارہے تھے کہ بشمول فلسطین کے دنیا میں جہاں کہیں بھی فساد یا لڑائی ہو رہی ہے اس کی وجہ قادیانی ہیں۔ چنانچہ ان کو مارنا، قتل کرنا ہر چیز جائز ہے۔ احمدیت کی ابتدا سے اب تک ان آئمۃ الکفر کا یہی طریق چلا آ رہا ہے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم اس مسیح ومہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں جس نے ہمیں ان تمام ظالمانہ کارروائیوں کے باوجود صبر اور دعا سے کام لینے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے عید کے خطبہ میں بھی کہا تھا کہ آپؑ نے فرمایا دشمن کے لئے بھی دعا کرو۔ یہ مخالفت تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ آپؑ پر بھی حملے کئے گئے۔ آپؑ کی باتیں سننے اور جلسوں میں آنے سے لوگوں کو روکا جاتا رہا۔ لیکن اس سب کے باوجود حضور علیہ السلام نے ان ظالموں کے لئے دعا کی۔ یہ دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا کہ ان میں سے بعض مخالفین آپؑ کی صداقت کے قائل ہو کر جماعت میں شامل بھی ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ پس عامۃ المسلمین کے لئے ہم ان لوگوں کی سخت باتیں سننے کے بعد بھی دعا کرتے ہیں۔ ان کی تکلیفوں پر ہمیں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے بھی آپؑ سے یہی فرمایا تھا کہ ان کے یہ ظلم غلط فہمی اور رسول پاک ﷺ کی محبت کی وجہ سے ہیں، اس لئے ان کے لئے بددعا نہیں کرنی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی دعوت سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں لوگ گالیاں دیتے تھے۔ ایک بڈھا لولا شخص اپنے تندرست ہاتھ کو دوسرے کٹے ہوئے ہاتھ پر مارتا اور کہتا جاتا کہ 'مرزا نٹھ گیا'۔ اسی طرح لاہور شہر میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ بھی ہوا، پتھراؤ بھی کیا گیا۔ عوام الناس کی اس دشمنی اور مخالفت کے پیچھے آنحضرت ﷺ سے قلبی لگاؤ اور محبت کا جذبہ کارفرما ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر انہیں پتہ لگ جائے کہ میرے اندر محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کا جو شعلہ جل رہا ہے وہ ان کے لاکھوں لاکھ کے اندر بھی نہیں تو وہ فوراً تم احمدیوں کے قدموں میں گر جائیں گے۔ یاد رکھو کہ یہ مخالفین تمہارے بھائی ہیں اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں، تم بجائے ناراض ہونے کے ان کے لئے دعائیں کرو۔

حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان کے نچلے حصہ میں مقیم تھے اور میں چوبارے یعنی اوپر کی منزل میں رہتا تھا۔ ایک رات حضور علیہ السلام کے رونے کی ایسی آواز آئی جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے چلاتی ہے۔ میں نے کان لگا کر سنا تو حضورؑ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا! طاعون پڑی ہے اور لوگ اس کی وجہ سے مر رہے ہیں، اگر یہ سب لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اب دیکھو کہ طاعون وہ نشان تھا جو آپؑ کی صداقت کے ثبوت کے طور پر ظاہر ہوا لیکن پھر بھی آپؑ خدا کے سامنے گڑگڑا کر لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پس مومن کو عام لوگوں کے لئے بددعا نہیں کرنی چاہئے۔ آخر تم سے زیادہ خدا تعالیٰ کی غیرت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے الہاماً فرمایا کہ:

اَے دِل تو نیز خاطرِ ایناں نِگاہ دار
کاخر کُنند دعویٔ حُبِّ پیمبرم

اس شعر میں خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کو مخاطب کرتے ہوئے آپؑ کے منہ سے کہلاتا ہے کہ اے میرے دل! تو ان لوگوں کے جذبات و احساسات کا خیال رکھا کرتا کہ ان کے دل میلے نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ تو تنگ آ کر بددعا کرنے لگ جائے۔ آخر ان کو تیرے رسولؐ سے محبت ہے اور اسی وجہ سے وہ تجھے گالیاں دیتے ہیں۔

یہی اصل چیز ہے، ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں میں سے ایک حصہ ناواجب مخالفت کر رہا ہے لیکن پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں بھی ایک حصہ محض ان کے جال میں پھنس گیا ہے۔ ان کی یہ مخالفت ہمارے آقا ﷺ کی

محبت کی وجہ سے ہے۔ جب ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ ہم رسول کریم ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں تو وہ کہیں گے کہ ان کی مدد کرو۔ یہ دن ضرور آئے گا اور یہ مخالفت ان شاء اللہ ایک روز ختم ہو جائے گی۔

اگر یہ مولوی ہمارے خلاف بیان دیتے ہیں تو یہ ہمارے فائدے کا کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس طبقے میں جہاں ہماری طرف سے پیغام پہنچانا مشکل تھا ان مخالف مولویوں کے ذریعہ سے یہ کام ہو رہا ہے۔ ہمارا کام یہی ہے کہ صبر اور دعا سے کام لیتے ہوئے اپنے خیالات اور احساسات کو صاف رکھیں۔ ان کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کی آنکھیں کھولے اور یہ زمانے کے امام کو پہچاننے والے بن جائیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21 مئی 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا، آپؓ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات اور متعدد سرایہ میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں حضرت عمر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ جنگِ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ قریش کے تجارتی قافلہ کی روک تھام کے لئے نکلے تو راستہ میں خبر ملی کہ قریش کا ایک انتہائی تیز رفتار لشکر تجارتی قافلہ کو بچانے کے لئے نکل پڑا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ خبر دی اور مشورہ طلب کیا تو ایک گروہ نے لشکر کو چھوڑنے اور تجارتی قافلہ کا قصد کرنے کے حق میں رائے دی۔ یہ مشورہ سن کر حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انتہائی پُراثر تقاریر کیں اور ہر حال میں آنحضرت ﷺ کا ساتھ دینے کا یقین دلایا۔

حضورِ انور نے غزوہ بدر کے قیدیوں سے متعلق صحیح مسلم میں منقول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک روایت پیش کی اور اسے مبہم قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غیر مطبوعہ تفسیری نوٹ ملا ہے جو ان روایات کی تردید کرتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا اور دنیا کے بعض حصوں میں اب تک چلا آتا ہے کہ اگر جنگ اور لڑائی نہ بھی ہو تب بھی قیدی پکڑ کر انہیں غلام بنا لیتے تھے، یہ آیت (سورۃ انفال 8:68) اس قبیح رسم کو منسوخ کرتی ہے۔ کہتے ہیں جنگِ بدر کے موقع پر مسلمانوں نے کچھ قیدی پکڑ لئے تو آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی کہ ان کو قتل کر دینا چاہئے جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو طبری کی تفسیر کے مطابق گویا خدا نے آنحضرت ﷺ کے فعل کو ناپسند فرمایا مگر یہ تفسیر غلط ہے۔ اوّل تو اس وقت تک خدا نے ایسا کوئی حکم نازل نہیں کیا تھا۔ دوم اس سے پہلے نخلہ کے مقام پر آنحضرت ﷺ دو آدمیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ چکے تھے۔ سوم یہ کہ صرف دو آیتوں بعد خدا مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے کہ مالِ غنیمت سے جو کچھ تمہیں ملے اس کو کھاؤ وہ حلال اور طیب ہے۔ پس یہ تفسیر ہی غلط ہے اور صحیح تفسیر یہی ہے کہ اس آیت میں ایک عام اصول مقرر فرما دیا ہے کہ قیدی اسی صورت میں پکڑے جا سکتے ہیں جب باقاعدہ جنگ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور بدر کے بعد بیمار ہو کر وفات پا گئے۔ اس وقت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بیس سال سے زائد تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لینے کے متعلق بات کی۔ جب دونوں کی طرف سے اس معاملہ پر خاموشی اور مثبت جواب نہ ملا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت ملال ہوا۔ آپؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمرؓ فکر نہ کرو خدا کو منظور ہوا تو حفصہؓ کو عثمانؓ و ابوبکرؓ سے بہتر خاوند اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر بیوی ملے گی۔

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آپؐ نے اس لئے فرمایا کہ آپؐ حفصہؓ سے شادی کر لینے اور اپنی لڑکی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیاہ دینے کا ارادہ کر چکے تھے جس سے حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو اطلاع تھی اور اسی لئے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجویز کو ٹال دیا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ نے خود اپنی طرف سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے پیغام بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت خوشی سے رشتہ قبول کیا اور شعبان

3 ہجری میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آ کر حرمِ نبویؐ میں داخل ہوگئیں۔

غزوہ احد کے موقع پر جب قریش نے تقریباً چاروں طرف سے شدید حملہ کیا اور مسلمانوں کے علم بردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو چونکہ ان کا ڈیل ڈول آنحضرت ﷺ سے ملتا تھا لہٰذا یہ شور مچ گیا کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان خطا ہوگئے اور ان کی جمعیت بالکل منتشر ہوگئی۔

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت مسلمان تین حصوں میں منقسم تھے۔ ایک گروہ جو آنحضرت ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر بھاگ گیا تھا مگر یہ سب سے تھوڑا تھا۔ دوسرے وہ جو اس خبر کو سن کر ہمت ہار بیٹھے تھے اور اب لڑنے کو بیکار سمجھتے تھے۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو برابر لڑ رہا تھا۔ یہ مسلمانوں کے لئے ایک سخت ابتلاء اور امتحان کا وقت تھا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے جو مایوس ہوکر ایک طرف بیٹھ گئے۔ ان لوگوں کو جوں جوں آنحضرت ﷺ کے زندہ موجود ہونے کا پتہ لگتا یہ دیوانوں کی طرح لڑتے بھڑتے آپؐ کے اردگرد جمع ہوتے جاتے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تو کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس وقت دعا کی کہ اے اللہ! یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس درہ کی طرف بڑھا جہاں مسلمان جمع تھے اور پکار کر بولا مسلمانو! کیا تم میں محمدؐ ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ پھر اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ کا پوچھا مگر اس پر بھی آپؐ کے ارشاد کے ماتحت کسی نے جواب نہ دیا۔ جس پر ابوسفیان نے بلند آواز سے فخر کے لہجے میں کہا کہ یہ سب لوگ مارے گئے ہیں کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رہا نہ گیا اور وہ بے اختیار ہوکر بولے اے عدواللہ! تو جھوٹ کہتا ہے ہم سب زندہ ہیں اور خدا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں ذلیل کرے گا۔ جب ابوسفیان نے اُعْلُ هُبَلْ یعنی اے ہبل! تیری شان بلند ہو کا نعرہ لگایا تو آنحضرت ﷺ جو اپنے نام پر خاموش رہنے کا حکم دے چکے تھے اب خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں بت کا نام آتے ہی بیتاب ہوگئے اور فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلّ یعنی بلندی اور بزرگی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ہمارے ساتھ عزی ہے اور تمہارے ساتھ عزی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہو اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ ،عزی کیا چیز ہے۔ ہمارے ساتھ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے بعد مدینہ پہنچے تو منافقین اور یہود خوشیاں منانے لگے کہ محمد ﷺ بادشاہت کے طلب گار ہیں اور آج تک کسی نبی نے اتنا نقصان نہیں اٹھایا جتنا انہوں نے اٹھایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان منافقین کے قتل کی اجازت چاہی لیکن آپؐ نے فرمایا کہ مجھے کلمہ گو کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے مظلوم فلسطینی عوام کے لئے ایک بار پھر دعا کی تحریک کی۔ فرمایا گو جنگ بندی ہوگئی ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ کچھ عرصہ بعد کسی نہ کسی بہانہ سے دشمن ان مظلوم فلسطینیوں کو ظلم کا نشانہ بناتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور فلسطینیوں کو بھی حقیقی آزادی میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسے لیڈر عطا فرمائے جن میں عقل و فراست ہو۔

اسی طرح احمدیوں کے لئے، جو ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں خاص طور پر پاکستان میں ان کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ناظر اشاعت قادیان جو 27 اپریل 2021ء کو وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

2۔ مکرم سید بشیر الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ قادیان جو تراسی برس کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

3۔ مکرم بشارت احمد صاحب حیدر واقفِ زندگی قادیان ابن مکرم فیض احمد صاحب شانہ۔ ان کی 71 برس کی عمر میں گذشتہ دنوں وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

4۔ مکرم ڈاکٹر محمد علی خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع پشاور جو 67 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

5۔ مکرم رفیع خان شہزادہ صاحب سابق صدر محلّہ دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ جو 30 مارچ 2021ء کو 82 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

6۔ مکرم ایاز یونس صاحب آسٹریلیا۔ یہ 24 مارچ 2021ء کو سیلابی پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

7۔ مکرم میاں طاہر احمد صاحب ابن مکرم میاں قربان

حسین صاحب سابق کارکن وکالت مال ثالث ربوہ جو 67برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

8۔مکرم رفیق آفتاب صاحب یوکے جو گذشتہ ماہ اپریل2021ء میں 63سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

9۔مکرمہ زرینہ اختر صاحبہ اہلیہ مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح استاد جامعہ احمدیہ یوکے۔مرحومہ گذشتہ ماہ اپریل 2021ء میں وفات پاگئی تھیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

10۔مکرم حافظ محمد اکرم صاحب جو اسی سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

11۔مکرم چوہدری نور احمد ناصر صاحب جو بیاسی سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

12۔مکرم محمود احمد منہاس صاحب ابن مکرم حکیم عبیداللہ منہاس صاحب جو 75سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضورِانور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 مئی2021ء

یوم خلافت کی مناسبت سے گذشتہ113 سال میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ایک جھلک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 28 مئی 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ النور کی آیات 56اور 57 کی تلاوت وترجمہ کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کل 27 مئی تھی جسے ہم یومِ خلافت کے نام سے یاد رکھتے ہیں۔ یومِ خلافت کی مناسبت سے جماعت میں جلسے بھی منعقد ہوتے ہیں تاکہ جماعت کی تاریخ کا علم ہو اور خلافت سے متعلق ہم اپنی ذمہ داریوں سے واقف رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ہم نے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کو مانا اور پھر خلافت کی بیعت میں آئے۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں تمکنتِ دین اور حالتِ خوف کو امن میں بدلنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ مگر یہ وعدہ مضبوط ایمان، نیک اعمال، عبادت کا حق ادا کرنے اور شرک سے بکلی اجتناب کے ساتھ مشروط ہے۔ ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے نمازوں کی ادائیگی، انفاق فی سبیل اللہ اور رسولؐ کی اطاعت انتہائی ضروری ہے۔

پس جب ہم یہ باتیں یاد رکھیں گے تو پھر ہی ہم خلافت کے انعام سے حقیقی فیض پانے والے ہوں گے۔ یہ آیت جہاں مومنوں کے لئے خوش خبری ہے وہاں فکر کا مقام بھی ہے کیونکہ اگر ان شرائط پر پورا نہیں اتر رہے تو پھر اس انعام سے حقیقی طور پر فیض نہیں پاسکتے۔ اگر نماز، زکوٰۃ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرنے والے نہیں بن سکتے۔ پس صرف اپنی تاریخ سے واقفیت حاصل کر لینا اور یومِ خلافت منالینا کافی نہیں، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہماری ایمانی حالت کیا ہے۔ دلی سکون اور امن تب ہی حاصل ہوگا جب ہمارا ہر عمل صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ عملِ صالح اسے کہتے ہیں کہ جب ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو! انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ وہ ہیں ریاکاری، عجب اور قسم قسم کی بدکاریاں جن کو انسان بعض دفعہ محسوس بھی نہیں کرتا۔ عملِ صالح وہ ہے جس میں ظلم، عجب، ریا، تکبر اور حقوقِ انسان تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عملِ صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔

فرمایا: عملِ صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا، صالح، فساد کی ضد ہے پس ضروری ہے کہ عملِ صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ عملِ صالح کی خود تشریح کرنے لگ جائیں، معروف فیصلے کی خود تفسیر کرنے لگ جائیں۔ ایسے لوگوں کو اُن کا خلافت سے جڑنے کا اعلان کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ جو لوگ خالص ہوکر خلافت کے مطیع اور فرمانبردار ہوں یہی لوگ حقیقی رنگ میں خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو خلافت کی حفاظت کرنے والے اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہے۔

پس یہ وہ حقیقی خلافت ہے جس میں جماعت اور خلیفۂ وقت کا تعلق خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہے اور یہی وہ خلافت ہے جو تمکنت اور امن کا باعث ہے۔ دوسرے مسلمان جو دنیاوی حیلوں اور تدبیروں سے خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں ان کے حیلے اور تدبیریں انہیں کبھی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ یہ جتنی چاہیں کوشش کرلیں اب خلافت اسی طرح جاری رہنی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں خلافت کے نظام کے متعلق بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا

میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کرادیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعے سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال نے جہاں ہر احمدی کو ہلا کر رکھ دیا وہاں غیروں نے خوشی کے بڑے شادیانے بجائے۔ آپؑ کی وفات پر ایسی ہرزہ سرائیاں کی گئیں کہ انسانیت کو اُن کے بارہ میں سن کر شرم آتی ہے۔ یہ بیہودہ گوئیاں تو بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن انہوں نے جو جماعت کا شیرازہ بکھرنے اور احمدیت سے تائب ہونے کے بارہ میں جھوٹی خبریں پھیلائیں اُن کا ذکر کر دیتا ہوں۔

پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے کہا کہ مرزائی تائب ہو کر بیعت کر رہے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی صاحب احمدیوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب تو فوت ہو گئے اب تمہیں کوئی سنبھال نہیں سکتا اس لئے چھوڑو احمدیت اور آؤ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی تھی کہ دیگر انبیاء کی طرح آپؑ کے بعد بھی خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا۔ بعض کمزور طبع احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی کہتے ہوئے جھجکتے ہیں یہاں اس کا بھی جواب آ گیا۔ خود آپؑ نے فرمادیا کہ میری جماعت نبی کی جماعت ہے اور میں نبی ہوں۔

قدرتِ ثانیہ کے جاری رہنے کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں کہ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔

سو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی کے مطابق گذشتہ 113 سال سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حرف بہ حرف پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے بارہ میں اخبار کرزن گزٹ نے لکھا تھا کہ مرزائیوں میں اب کیا رہ گیا، اُن کا سرکٹ چکا۔ ایک شخص جو اُن کا امام بنا ہے اُس سے تو کچھ نہیں ہوگا۔ ہاں یہ کہ وہ تمہیں مسجد میں قرآن سنایا کرے گا۔

یہ بات سن کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کرے کہ یہی ہو کہ میں تمہیں قرآن سنایا کروں۔ آپؓ نے یہ کام تو خوب کیا ہی ساتھ منافقین اور انجمن کے بعض عمائدین کے فتنوں کو اس سختی سے دبایا کہ کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ کسی قسم کا شر پیدا کر سکے۔

پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انجمن کے عمائدین تمام خزانہ لے کر وہاں سے غائب ہو گئے لیکن دنیا نے دیکھا کہ کس طرح خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو تمکنت عطا فرمائی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باون سالہ عظیم الشان دورِ خلافت اس بات کا گواہ ہے کہ وہ نوجوان جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے خلافت کی باگ ڈور کی، کس تیزی سے جماعت کو لے کر ترقی کی منزلوں پر قدم مارتے ہوئے بڑھتا چلا گیا۔

1965ء میں آپؓ کی وفات ہوئی تو خدا تعالیٰ نے قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر کو کھڑا کر دیا۔ آپؒ کے دورِ خلافت میں دنیا بھر میں جماعت کا تعارف بڑھا۔ 1974ء میں جب احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر جماعت کے ہاتھوں میں کشکول پکڑانے کی باتیں کی گئیں تو خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا کر جماعت کے لئے مالی کشائش کے نئے راستے کھول دیئے۔

1982ء میں خلافتِ رابعہ کے آغاز پر جماعت کی ترقی دیکھ کر دشمن جو حواس باختہ ہو چکا تھا اُس نے خلافتِ احمدیہ کو عضوِ معطل بنانے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی غیر معمولی تائید و نصرت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے سامان پیدا فرما دیئے سیٹلائٹ کے ذریعہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام گھر گھر پہنچنے لگا۔

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات جماعت کے لئے بہت بڑا دھچکا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے مومنین کی دعاؤں کو سنا اور خوف کی حالت کو ایک دفعہ پھر امن میں بدل دیا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں خلافتِ راشدہ آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق چار خلافتوں تک محدود رہی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد جس طرح اسلام کی تاریخ میں بہت سے نئے باب کھلے ہیں، خلافتِ خامسہ بھی انہی کا ایک حصہ ہے اور یہ دور بھی آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق ہی ہے۔ دنیا بھر میں جماعت کا تعارف اس دور میں غیر معمولی تیزی سے بڑھا ہے۔ قرآنِ کریم کے تراجم کا کام ہو یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی اشاعت یا ایم ٹی اے کا پھیلاؤ، ہر میدان میں غیر معمولی ترقی نظر آتی ہے۔ کورونا وائرس کی وبا کے دوران آن لائن ملاقاتوں کا نیا سلسلہ شروع ہوا ہے جس سے خلیفۂ وقت اور جماعتوں میں براہِ راست رابطہ ہو رہا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کے مطابق ہے۔

(باقی صفحہ 32)

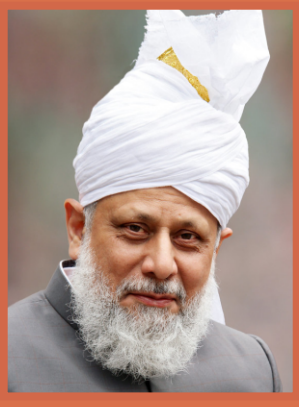

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ

خطبہ عیدالاضحیہ مورخہ 31 جولائی 2020ء کا خلاصہ

مسلمان ابتدائے اسلام سے اس قربانی اور اس واقعہ کو یاد کرنے کے لئے جو چار ہزار سال سے زائد عرصہ پہلے پیش آیا تھا ہر سال عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اس قربانی کی اہمیت اور اس کی یاد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ عیدالاضحیٰ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج عیدالاضحیہ ہے، وہ عید جو قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ مسلمان ابتدائے اسلام سے اس قربانی اور اس واقعہ کو یاد کرنے کے لئے جو چار ہزار سال سے زائد عرصہ پہلے پیش آیا تھا اس قربانی کی عید کو مناتے چلے آ رہے ہیں۔ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اس قربانی کی اہمیت اور اس کی یاد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ بے شک ایسے بے شمار لوگ ہوں گے جو دکھاوے کے لئے قربانیاں کرتے اور صرف خوشی کی تقریب کے طور پر اس عید کو یاد رکھتے ہیں۔ لیکن ایک مومن اس قربانی کی اہمیت اور اس کی روح کو یاد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن کریم میں محفوظ کر کے ہمیشہ کے لئے قربانی کا ایک معیار قائم فرما دیا ہے۔ کیا اعلیٰ معیار ہے کہ آج بھی جب ہم اس واقعہ کو سنتے ہیں، اس پر غور کرتے ہیں تو ہمارے دل جذبات سے بھر جاتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک شخص کو بڑھاپے میں نوے سال کی عمر کے قریب اولاد عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اپنے اس لڑکے کو ذبح کر دو اور وہ شخص اپنے اکلوتے لڑکے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اس بچے کے جواب کو بھی قرآن کریم نے محفوظ کر لیا کہ اے میرے باپ! جو کچھ بھی خدا کہتا ہے تو وہی کر۔ یہ جواب خوشی سے قربانی دینے والوں کے لئے ایک اعلیٰ مثال ہے اور نوجوانوں کو بتایا گیا ہے کہ قربانی کے لئے تیار رہنے والوں کے یہ جواب اور یہ معیار ہونے چاہئیں۔

بے مثال قربانی کے ان واقعات سے ہم جذبات سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں لیکن ہمارے لئے اتنا ہی کافی نہیں۔ ہمیں اس کے ساتھ اپنے ہر قربانی کے لئے تیار رہنے کے عہد کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم پر بیٹے کی قربانی کے لئے فوری تیار ہو جانا اس لحاظ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ آپؑ بہت نرم دل واقعہ ہوئے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا حکم ملتے ہی آپؑ نے اپنے ذاتی درد اور محبت کو ایک طرف رکھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر چیز پر مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ سے وفا، محبت اور قربانی کے اس امتیاز نے آپؑ کو دوسروں سے ممتاز کر دیا اور قیامت تک جب مسلمان آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ضرور ہوگا۔ ہر مسلمان، ہر قرآن پڑھنے والا اور ہر درود پڑھنے والا جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس قربانی کو یاد رکھا اور قیامت تک کے لئے امر کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کر کے اس سوچ کو دل و دماغ پر حاوی کر لیا کہ میری قربانی کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس قربانی کے قابل سمجھا۔ پس قربانی کے لئے تیار رہنے کا عہد کرتے وقت ہمیں بھی اسی سوچ کو دل و دماغ پر حاوی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری قربانیوں کی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی قربانیوں کے سامنے تو کوئی حیثیت نہیں، لیکن پھر بھی ہم اگر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد پر ذرا سا بھی عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ پس یہ جذبہ عارضی نہیں بلکہ مستقل ہونا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی خواہش اور اس کے لئے کوشش زندگی کا مستقل حصہ بن جائے تو تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ یہ ماحول گھروں میں پیدا کرنے کے لئے دعاؤں اور عمل کی ضرورت ہے۔

قربانی کے لئے تیار ہو جانے کے اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی مزید نئی قربانیوں کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس نئے دور میں صرف حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ کو بھی قربانی میں شریک کر کے مردوں کے لئے یہ مثال قائم کر دی کہ اگر تم حقیقی نیک ہو تو تمہارا اثر تمہاری بیویوں پر بھی ظاہر ہونا چاہئے۔ چھری پھیر دینا

تو ایک وقتی قربانی تھی لیکن خوف، تنہائی اور جدائی کی قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے پورے خاندان سے مطالبہ کیا تو حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آئے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے بھی توکل علی اللہ کا بے نظیر نمونہ دکھاتے ہوئے بے خوف ہوکر خود کو اس قربانی کے لئے پیش کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے طفیل ان کے ذریعہ ایک ایسی زبردست قوم بنائی جس میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ جیسا عظیم المرتبت نبی مبعوث فرمایا اور اس طرح تمام دنیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدموں میں لاکر ڈال دی۔ آنحضرت ﷺ کے طفیل آج لاکھوں کروڑوں لوگ حج وعمرہ کرتے ہیں تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس قربانی کی یاد بھی تازہ کرتے ہیں۔

آج کا دن ہمیں اس خاندان کے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس قربانی کی یاد دلانے کے لئے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی قربانی کو ہمیں اسوہ بنانا ہوگا۔ ہر عورت دیکھے کہ ہم نے اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا ہے۔ لجنہ اماء اللہ جب اولاد کی قربانی کا عہد دہراتی ہیں تو میرے علم میں آیا ہے کہ بعض عورتیں خاموش رہتی ہیں کہ ہم تیار نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کی رضا کی خواہش ہو تو یہ سوچ آ ہی نہیں سکتی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو ہر احمدی مرد، عورت، جوان اور بچے نے نبھانا ہے۔ جب ہمارے مرد اپنے نمونے ابراہیمی معیار پر لائیں گے تو وہ روحانی معیار عورتوں اور بچوں میں بھی سرایت کر جائے گا۔ جب ہر عورت حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ہر جوان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے نمونے اپنانے کے لئے تیار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی ہوگی اور پھر حقیقی قربانی اور اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے قرب کا ادراک اور تجربہ بھی ہوگا۔

اس زمانے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں حصے دار بننے کے لئے ہم نے آنحضرت ﷺ کے جس غلامِ صادق کو مانا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ابراہیم کہا ہے چنانچہ کئی مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو الہاماً ابراہیم کہہ کر مخاطب فرمایا گیا ہے۔ پس اگر ہم نے روحانی ترقی، اسلام کو دنیا میں غالب کرنے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لئے اس ابراہیم کو مانا ہے تو ہم میں سے ہر ایک کو اسمٰعیل بننے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اس طرح ہی ہم ان شہداء کی قربانیوں کا بہترین بدلہ لے سکتے ہیں جن کو زمانے کے ابراہیم کو ماننے کی پاداش میں شہید کیا گیا۔

حضورِانور نے واقفینِ نو اور ان کے والدین کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جب دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور قربانی کرنے کا عہد کیا ہے تو مالی حالات اور کم الاؤنس میں گزارہ جیسے عذر بے معنی ہیں۔ ہمارے سلسلہ کی غرض یہ ہے کہ ہم بھولی بھٹکی انسانیت کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنا سکیں۔ پس اس غرض کے لئے واقفینِ نو کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مربی اور مبلغ بننے کی کوشش کریں۔

حضورِانور نے اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے بالخصوص دعا کی تحریک فرمائی۔ اسی طرح شہداء کے خاندانوں، واقفین، مربیان، مبلغین اور معلمین کو دعاؤں میں یاد رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

حضورِانور نے پاکستان میں احمدیوں کو قربانی سے روکے جانے اور افریقہ میں باہر سے آنے والے شریروں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے ہر احمدی کے لئے ان شریروں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔

خطبہ ثانیہ سے پیشتر حضورِانور نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تمام احمدیوں کو عید مبارک کا محبت بھرا پیغام دیا اور اعلان فرمایا کہ آج بھی خطبہ جمعہ اپنے وقت پر ہی ہوگا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7 اگست 2020ء)

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں عید مبارک

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب، امریکہ

دل جان سے اے پیارے امام عید مبارک
باعزت و تکریم و سلام عید مبارک

اے فخرِ گلستانِ مسیحائے زمانہ
اے نازشِ گل، عالی مقام عید مبارک

دو لفظ نہیں میرا دھڑکتا ہوا دل ہے
چاہت سے یہ معمور پیام عید مبارک

ہے ساقیٔ عالم کی مہربانی نے آقا
بخشا ہمیں فرحت کا یہ جام عید مبارک

دے جاتا ہے یہ جاتے ہوئے اہلِ حرم کو
انعامِ خدا، ماہِ صیام عید مبارک

کل شام میں جب چاند نے کی چہرہ نمائی
ہر سو ہے یہی نعرہ عام عید مبارک

ہر صبح ہر اک شام ہو خوشیوں کا بسیرا
ہو آپ کے گھر نقشِ دوام، عید مبارک

ہر پل ہوں مرادوں کے ثمر تازہ بتازہ
اور آپ کا جیون ہو مدام عید مبارک

طالب ہے دعاؤں کا یہ کہتے ہوئے آقا
عابدؔ وہی ادنیٰ سا غلام عید مبارک

مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیا ہو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں کہ جو بقرعید کا دن ہے غور کرو اور سوچو کیونکہ اِن قربانیوں میں عقلمندوں کے لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور کئی گلے اونٹوں کے اور کئی گلے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں۔ اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربانی کرتے ہیں اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح زمانۂ اسلام کے ابتدا سے ان دنوں تک کیا جاتا ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔ اور ان کو ان قربانیوں پر سبقت ہے کہ جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے خون جمع کئے جائیں اور ان کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں اور دریا بہہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے۔ اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں سے شمار کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں اور اس سواری کی طرح یہ سمجھے گئے ہیں کہ جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو جس کو بجلی کی چمک سے مماثلت حاصل ہو اور اِسی وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ قربانیاں خدا تعالیٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں اس شخص کے لئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی اور ایمان داری سے ادا کرتا ہے اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگ تر عبادتوں میں سے ہیں اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نسیکۃ ہے اور نسک کا لفظ عربی زبان میں فرمانبرداری اور بندگی کے معنوں میں آتا ہے۔ اور ایسا ہی یہ لفظ یعنی نسک ان جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی زبان مذکور میں استعمال پاتا ہے جن کا ذبح کرنا مشروع ہے۔ پس یہ اشتراک کہ جو نسک کے معنوں میں پایا جاتا ہے قطعی طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مع اس کی تمام قوتوں اور مع اس کے ان محبوبوں کے جن کی طرف اس کا دِل کھینچا گیا ہے اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے ذبح کر ڈالا ہے۔ اور خواہش نفسانی کو دفع کیا یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں اور نابود ہو گئیں اور وہ خود بھی گداز ہو گیا اور اس کے وجود کا کچھ نمود نہ رہا اور چھپ گیا اور فنا کی تند ہوائیں اس پر چلیں اور اس کے وجود کے ذرات کو اس ہوا کے سخت دھکے اڑا کر لے گئے۔ اور جس شخص نے ان دونوں مفہوموں میں کہ جو باہم نسک کے لفظ میں مشارکت رکھتے ہیں غور کی ہو گی اور اس مقام کو تدبر کی نگاہ سے دیکھا ہو گا اور اپنے دل کی بیداری اور دونوں آنکھوں کے کھولنے سے پیش و پس کو زیر نظر رکھا ہو گا پس اس پر پوشیدہ نہیں رہے گا اور اس امر میں کسی قسم کی نزاع اس کے دامن کو نہیں پکڑے گی کہ یہ دو معنوں کا اشتراک کہ جو نسک کے لفظ میں پایا جاتا ہے اس بھید کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے وہ اس نفس امارہ کا ذبح کرنا ہے کہ جو برے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے اور ایسا حاکم ہے کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے پس نجات اس میں ہے کہ اس برا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کے کارڈوں سے ذبح کر دیا جائے اور خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کو اپنا مونس اور آرام جاں قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ انواع اقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے تا نفس غفلت کی موت سے نجات پاوے اور یہی اسلام کے معنے ہیں اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیا ہو۔ اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اس کے لئے قربان کر دیا ہو اور ذبح کے لئے پیشانی کے بل اس کو گرا دیا ہو اور موت سے ایک دم غافل نہ ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں مروج ہیں وہ سب اسی مقصود کے لئے جو بذل نفس ہے بطور یاددہانی ہیں اور اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ایک ترغیب ہے اور اس حقیقت کے لئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے ایک ارہاص ہے۔ پس ہر ایک مرد مومن اور عورت مومنہ پر جو خدائے ودود کی رضا کی طالب ہے واجب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھے اور اس کو اپنے مقصود کا عین قرار دے اور اس حقیقت کو اپنے نفس کے اندر داخل کرے۔

(باقی صفحہ 32)

دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

’’دوسرے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اس میں یہ پیغام ہے کہ باوجود اس کے کہ دوسری طرف سے شر پیدا ہوا ہو، مومن کی طرف سے شر کا جواب شر میں نہیں دیا جائے گا۔ شر کا جواب سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ دیا جائے گا۔ مقابل کے فساد کی کوئی ایسی کوشش نہیں ہوگی جو مومن کو فساد پر مجبور کر دے، اس کا جواب ہمیشہ سلامتی ہوگا۔ پس اس طرح قرآن کریم پر غور کرنے سے حق کا مضمون کھلتا چلا جاتا ہے۔ مومن کا کام ہے کہ اس دائرہ کار میں رہ کر نصیحت کرے جو دائرہ کار قرآن کریم نے اس کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اس دائرہ کار میں رہ کر نصیحت کرنا بہت ہی مشکل کام ہے، بڑا ہی صبر آزما مرحلہ ہے۔ چنانچہ معاً بعد فرماتا ہے وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر 4:103) ہم جانتے ہیں کہ یہ بہت مشکل کام ہے کہ کسی کو حق بات کی طرف بلایا جائے اور حق طریق پر بلایا جائے لیکن وہی لوگ یہ کام کر سکتے ہیں جو صبر کے ساتھ ایسا کریں۔

اب صبر میں بھی بہت سے مفاہیم ہیں جو ایک مذکر کو معلوم ہونے چاہئیں۔ اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ قرآن کریم صبر کے لفظ کو کن معنوں میں استعمال کر رہا ہے۔ پس وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر 4:103) میں ایک تو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ جس زمانہ کی ہم بات کر رہے ہیں اس زمانہ کے حالات آناً فاناً نہیں بدلیں گے بلکہ ایسے لوگ اس زمانہ کے حالات بدلانے پر مامور ہو جائیں گے جو مسلسل ناکامی کے باوجود پھر بھی اپنے پیغام پر قائم رہیں گے اور بڑے صبر کے ساتھ اور استقلال کے ساتھ اس پیغام کو آگے بڑھاتے چلے جائیں گے۔ یہ ایک لمبا دور ہے ورنہ صبر کا مضمون بیچ میں داخل نہیں ہوتا۔ یہ ایک لمبی آزمائش ہے۔ اگر یہ آزمائش نہ ہو تو صبر کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اس لئے فرمایا کہ ان کا کوئی ایسا پیغام نہیں ہوگا جو آناً فاناً انقلاب برپا کر دے۔ ہوسکتا ہے ایک نسل بظاہر ناکامی میں فوت ہو جائے ہوسکتا ہے اس کے بعد ایک اور نسل آئے اور وہ بھی بظاہر ناکام رہے لیکن ان کی شرست میں شکست کھانا نہیں ہوگا۔‘‘

(خطباتِ طاہرؒ ۔ جلد 2، صفحہ 207)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

قربانی کا فلسفہ اور حکمت و مصلحت

مکرم مولانا جاوید اقبال ناصر صاحب، مربی سلسلہ جرمنی

حج کی تکمیل کے لئے قربانی ایک لازمی جزو ہے۔اسی طرح عیدالاضحیہ بھی قربانی کو چاہتی ہے۔لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ قربانی کس چیز کا نام ہے؟ کون سی قربانی کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم صادر فرمایا ہے؟ کیا ظاہری طور پر کسی جانور کو ذبح کر دینے سے قربانی کا مفہوم پورا ہو جاتا ہے؟ یا قربانی کسی اور چیز کا نام ہے؟ بہت سے سوال انسان کے ذہن میں جنم لیتے ہیں۔اس مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ قربانی کے فلسفہ، حکمت و مصلحت کو واضح کیا جائے۔

انسان دنیا میں جو کام بھی بجا لاتا ہے اس کی ایک ظاہری شکل ہے اور ایک باطنی۔ظاہر میں کوئی عمل جتنا بھی اچھا ہو خدا تعالیٰ کے سامنے اِس کی کوئی قدر و قیمت نہیں جب تک اس کا باطن بھی اس کی تائید نہیں کرتا۔اسی طرح اگر کوئی عمل خواہ دنیا کی نظر میں اچھا نہ بھی ہو لیکن کرنے والے کی نیت، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر لیا کرتا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کا معاملہ ہے۔خدا تعالیٰ کی راہ میں دی گئی چیز خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کی خدا تعالیٰ کو کوئی غرض نہیں۔ہاں اگر خدا تعالیٰ کو غرض ہے تو اس کی نیت اور تقویٰ کے ساتھ ہے کہ کس نیت اور خلوص سے وہ چیز اللہ تعالیٰ کو پیش کی گئی ہے۔اور اسی کے مطابق خدا تعالیٰ اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر سورالحج آیت نمبر 38 میں اس طرح کیا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج 38:22)

یعنی ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔

قربانی اگر عاجزی اختیار کرتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے پیار میں کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑھاتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا: وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (سورۃ البقرہ 262:2)

اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس مضمون کو ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا کہ جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی۔اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک بڑا جانور بن جاتا ہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الزکوٰۃ، باب الصدق من کسب طیب)

قربانی کے فلسفہ، حکمت و مصلحت کو اس زمانے کے خاتم الخلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات، خطابات و خطبات میں بار بار بیان فرمایا۔اِسی طرح آپؑ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپؑ کے خلفائے کرام نے بھی اس مضمون کو متعدد دفعہ مختلف زاویوں سے پیش کیا۔تا کہ قربانی کی اصل حقیقت و روح کو درست طور پر سمجھا جا سکے۔چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:

جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قربانی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’دل کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں۔تا معلوم ہو کہ ان کی قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔‘‘

(پیغام صلح۔روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 482)

حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

’’خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑ معرفت کاملہ ہے۔پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی اس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی۔اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی اس کو ہر ایک گناہ سے جو بے باکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجت مند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو

اپنے نفس کی قربانی ہے جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔''

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 151-152)

اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔

اسلام میں قربانی کی روح بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج 38:22)''

(ملفوظات۔ جلد 4، صفحہ 81۔ ایڈیشن 1988ء)

اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔

ایک اور جگہ آپؑ نے فرمایا:

خدا تعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج 38:22) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے۔ یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو۔ اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔''

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 99 حاشیہ)

جس طرح ان جانوروں کا خون کراتے ہو ایسا ہی تم بھی خدا کی فرمانبرداری میں اپنے خون تک سے دریغ نہ کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ قربانی کا فلسفہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''جیسے ہم ایک جانور پر جو ہماری مِلک اور قبضہ میں ہے جزوی مالکیت کے دعوے سے چھری چلاتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی اپنے مولیٰ کے حضور جو ہمارا سچا خالق ہے اور ہم پر پوری اور حقیقی ملکیت رکھتا ہے اپنی تمام نفسانی خواہشوں کو اس کے فرمانوں کے نیچے ذبح کر دینا چاہئے۔ قربانی کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اس کا گوشت اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس سے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی فرمانبرداری کا نظارہ مقصود ہے تا تم بھی قربانی کے وقت اس بات کو مدنظر رکھو کہ تمہیں بھی اپنی تمام ضرورتوں، اعزازوں، ناموریوں اور خواہشوں کو خدا کی فرمانبرداری کے نیچے قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ جس طرح ان جانوروں کا خون کراتے ہو ایسا ہی تم بھی خدا کی فرمانبرداری میں اپنے خون تک سے دریغ نہ کرو۔ انسان جب ایسا کرے تو وہ کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔ دیکھو! ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا نام دنیا سے نہیں اٹھا۔ ان کی عزت و اکرام میں فرق نہیں آیا۔ پس تمہاری سچی قربانی کا نتیجہ بھی بد نہیں نکلے گا۔ وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى (سورۃ الحج 38:22) تقویٰ خدا کو لے لیتا ہے۔ جب خدا مل گیا تو پھر سب کچھ اسی کا ہو گیا۔ معجزوں کی حقیقت بھی یہی ہے۔ جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ذرات عالم پر ایک تصرف ملتا ہے۔ اس کی صحبت میں ایک برکت رکھی جاتی ہے۔ اور یہ ایک فطرتی بات ہے کہ ایک انسان کے اخلاق کا اثر دوسرے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ بعض طبائع ایسی بھی ہیں جو نیکوں کی صحبت میں نیک اور بدوں کی صحبت میں بد ہو جاتی ہیں۔'' (خطباتِ نورؓ۔ صفحہ 276)

قربانی کہتے ہیں اللہ کے قرب کے حصول اور اس میں کوشش کرنے کو۔

اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''قربانیوں کی لمبی تاریخیں ہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم کے وقت سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ذکر ہے۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ o (سورۃ المائدۃ 28:5)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد آدم (یہاں اس امر سے بحث نہیں کہ کتنے آدم گزرے ہیں بہرحال ایک آدم کی اولاد) نے قربانی کی۔ قربانی کہتے ہیں اللہ کے قرب کے حصول اور اس میں کوشش کرنے کو۔ میرا ایک دوست تھا۔ اسے کبوتروں کا بہت شوق تھا۔ شاہجہانپور سے تین سو روپے کا جوڑا منگوایا۔ اسے اڑا کر تماشا کر رہا تھا کہ ایک بحری نے اس پر حملہ کیا اور اسے کاٹ دیا۔ میں نے کہا کہ دیکھو یہ بھی قربانی ہے۔ باز ایک جانور ہے، اس کی زندگی

بہت سی قربانیوں پر موقوف ہے۔ اسی طرح شیر ہے، اس کی زندگی کا انحصار کئی دوسرے جانوروں پر ہے۔ بلی ہے، اس پر چوہے قربان ہوتے ہیں۔ پھر پانی میں ہم دیکھتے ہیں کہ مچھلیوں میں بھی یہ طریق قربانی جاری ہے۔ وہیل مچھلی پر ہزاروں مچھلیوں کو قربان ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح اژدہا ہے کہ جس پر مرغا قربان ہوتا ہے۔ غرض اعلیٰ ہستی کے لئے ادنیٰ ہستی قربان ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح انسان کی خدمت میں کس قدر جانور لگے ہوئے ہیں۔ کوئی ہل کے لئے، کوئی بگھیوں کے لئے، کوئی لذیذ غذا بننے کے لئے۔ پھر اس سے اوپر بھی ایک سلسلہ چلتا ہے، وہ یہ کہ ایک آدمی دوسروں کے لئے اپنے مال یا اپنے وقت یا اپنی جان کو قربان کرتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لڑائیوں میں ادنیٰ اعلیٰ پر قربان ہوتے ہیں۔ سپاہی قربان ہوتے جائیں مگر افسر بچ رہے۔ پھر افسر قربان ہوتے جائیں مگر کمانڈر انچیف کی جان سلامت رہے۔ پھر کئی کمانڈر انچیف بھی ہلاک ہو جاویں مگر بادشاہ بچ رہے۔ غرض قربانی کا سلسلہ دور تک چلتا ہے۔ اس پر بعض ہندو جو ذبح اور قربانی پر معترض ہیں ان سے ہم نے خود دیکھا کہ جب کسی کے ناک میں کیڑے پڑ جاویں تو پھر ان کو جان سے مارنا کچھ عیب نہیں سمجھتے بلکہ ان کیڑوں کے مارنے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ شکریہ کے علاوہ مالی خدمت بھی کرتے ہیں۔ پھر اس سلسلہ کائنات سے آگے اگلے جہان کے لئے بھی قربانیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اگلے زمانہ میں دستور تھا کہ جب کوئی بادشاہ مرتا تو اس کے ساتھ بہت سے معززین کو قتل کر دیا جاتا تا اگلے جہان میں اس کی خدمت کر سکیں۔'' (خطباتِ نورؓ۔ صفحہ 374-375)

رؤیا کا عام مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھے تو اس کی بجائے کوئی بکرا وغیرہ ذبح کر دے۔

پھر ایک جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام جس ملک میں تھے شام اس کا نام تھا۔ وہاں آدمی کی قربانی کا بہت رواج تھا۔ اللہ نے انہیں ہادی کر کے بھیجا اور اللہ نے ان کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے رؤیا میں دیکھا جب کہ ان کی ننانوے سال عمر تھی کہ میں بچہ کو قربان کروں۔ ایک ہی بیٹا تھا۔ دوسری طرف اللہ کا وعدہ تھا کہ کبھی مردم شماری کے نیچے تیری قوم نہ آئے گی۔ ادھر عمر کا یہ حال ہے اور بچہ چلنے کے قابل ایک ہی ہے، اسے حکم ہوتا ہے کہ ذبح کر دو۔ رؤیا کا عام مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھے تو اس کی بجائے کوئی بکرا وغیرہ ذبح کر دے۔ اسی طرح یہاں لوگوں کو کہا کہ میں بیٹے کو ذبح کرتا ہوں مگر وحیٔ الٰہی سے حقیقت معلوم ہوئی کہ دنبہ ذبح کرنا چاہئے۔ پس لوگوں کو سمجھایا کہ اے لوگو! تمہارے بزرگوں نے جو کچھ دیکھ کر یہ قربانی انسانی شروع کی اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ آدمی کی قربانی چھوڑ کر جانور کی قربانی کی طرف توجہ کرو۔ اس کی برکت یہ ہوئی کہ ہزاروں بچے ہلاک ہونے سے بچ گئے۔ کیونکہ انہیں ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کرنے کا سبق پڑھا دیا گیا۔''

(خطباتِ نورؓ۔ صفحہ 375-376)

جو شخص قربانی کرتا ہے وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دوں گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قربانی کی فلاسفی اور حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ہندوؤں کے دیوتاؤں کی طرح خون کا پیاسا اور گوشت کا بھوکا ہے کہ وہ جانوروں کی قربانی کرنے کا حکم دیتا ہے اور ان کی جان کی قربانی کو شوق سے قبول فرماتا ہے اور قربانی کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دیتا ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ دیا ہے کہ قربانیوں میں یہ حکمت نہیں ہے کہ ان کا گوشت یا ان کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انسانی قلب میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔ پس وہ لوگ جو بکرے یا اونٹ یا گائے کی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پالیا وہ غلطی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں کہ خود ہی جانور ذبح کیا اور خود ہی کھا لیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کو کیا۔ یہ تو تصویری زبان میں ایک حقیقت کا اظہار ہے جس کے اندر بڑی گہری حکمت پوشیدہ ہے جیسے مصور ہمیشہ تصویریں بناتے ہیں مگر ان کی غرض صرف تصویر بنانا نہیں ہوتی بلکہ ان کے ذریعہ قوم کے سامنے بعض اہم مضامین رکھنے ہوتے ہیں اسی طرح یہ ظاہری قربانی بھی ایک تصویری زبان ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے پس جو شخص قربانی کرتا ہے وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دوں گا۔'' (تفسیر کبیر۔ جلد ششم، صفحہ 57)

پس ہر عبادت اور قربانی تقویٰ کی روح کو چاہتی ہے اس کے بغیر یہ سب عبادتیں اور قربانیاں منہ پر ماری جاتی ہیں۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ عید مناؤ۔ اس لئے کہ یہ قربانی کی عید تمہیں قربانی کے اسلوب سکھاتی ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ان حکموں پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جو تقویٰ کے معیار بلند کرتے ہیں۔ ان ماں بیٹا اور باپ کی قربانیوں کی

طرف توجہ دلاتی ہے جنہوں نے اپنے جذبات کو قربان کیا۔ جو صرف چھری پھروانے اور پھیرنے کے عارضی نمونہ دکھانے والے نہیں تھے بلکہ مسلسل لمبا عرصہ قربانیاں دینے والے تھے۔ جنہوں نے دنیا کو امن اور سلامتی کے اسلوب سکھانے کے لئے نہ صرف اپنے جذبات کو قربان کیا، اپنے آرام کو قربان کیا، اپنے وطن کو قربان کیا بلکہ ان دعاؤں میں مسلسل لگے رہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی ایسا انتظام کر دے جو دنیا کے لئے امن اور سلامتی دینے والے بن جائیں۔ جو تقویٰ کی وہ راہیں دکھانے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کرتے ہوئے تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم کر دیں۔ جن کے نمونے دنیا کے لئے ہمیشہ کے لئے رہنما بن جائیں۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپؑ کی بیوی اور بیٹے کی قربانی کی یاد میں جو ہم عید قربان مناتے ہیں اور مناسکِ حج ادا کرتے ہیں یہ ظاہری قربانیاں اور اظہار نہیں ہیں بلکہ ایک بہت بڑے مقصد کی طرف توجہ دلانے والی ہیں۔ ہماری قربانیاں جو بکروں، بھیڑوں اور گائیوں کی ہم کرتے ہیں یہ صرف ہماری بڑائی کے اظہار یا لوگوں پر اپنی نیکیاں ظاہر کرنے کے لئے نہیں کہ فلاں شخص نے بڑا خوبصورت اور مہنگا دنبہ قربان کیا یا فلاں نے بڑی خوبصورت اور مہنگی گائے قربان کی۔ اگر تقویٰ سے عاری یہ قربانیاں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش اور دعا کے بغیر یہ قربانیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ رد کرنے کے قابل ہیں۔ یہ اسی طرح ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں جس طرح نمازیں ہلاکت کا باعث بنتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں پڑھی جاتیں بلکہ صرف دکھاوے کی ہوتی ہیں۔

پس ہر عبادت اور قربانی تقویٰ کی روح کو چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہتی ہے۔ اس کے بغیر یہ سب عبادتیں اور قربانیاں منہ پر ماری جاتی ہیں۔

ہم جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ماننے والے ہیں، ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس روح کی تلاش کریں جو اِن قربانیوں کی روح ہے۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، 23 جنوری 2015ء صفحہ 20 و 10)

قربانی ایک ادنیٰ چیز کا اعلیٰ چیز کے لئے قربانی کا ایک ظاہری اظہار ہے۔

ایک اور جگہ حضورِ انور ایدہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

قربانی ایک ادنیٰ چیز کا اعلیٰ چیز کے لئے قربانی کا ایک ظاہری اظہار ہے۔ اور یہ احساس دلانے کے لئے کہ انسان ایک ادنیٰ چیز کو اپنے لئے قربان کر سکتا ہے۔ پس جب انسان ایک جانور کو اپنے لئے قربان کر سکتا ہے تو پھر انسان کو بھی سوچنا چاہئے کہ وہ اعلیٰ چیز کے لئے، اعلیٰ مقصد کے لئے اپنے آپ کو قربان کرے۔ یہ اقرار کرے کہ میں بھی اعلیٰ چیز کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور ایک مومن کے لئے اعلیٰ چیز جس کے لئے اسے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کے لئے ہر قربانی کے لئے پیش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کرنا ہے۔ جان، مال اور وقت کو پورا کرنے کے لئے بخوشی راضی اور تیار ہونا ہے۔ اور یہی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کا احساس ہر سال تازہ کرنے کے لئے عید الاضحیہ منائی جاتی ہے کہ اپنے اس قربانی کے مقصد کو بھول نہ جانا۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9 اگست 2019ء، صفحہ 24)

قربانیاں اور یہ عید کی خوشیاں تقویٰ نہیں پیدا کر رہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی دو ٹکے کی بھی حیثیت نہیں۔

پھر آپ نے اسی خطبہ عید الاضحیہ میں فرمایا:

’’جب ہم دنیا کے حالات پر نظر دوڑاتے ہیں تو بدقسمتی سے مسلمانوں میں سب سے زیادہ یہ صورت حال نظر آتی ہے کہ وہ تقویٰ سے دور ہیں۔ دوسرے سے قربانی لینے کا تو بڑھ چڑھ کر مطالبہ کرتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے، اپنی حالتوں کو نہیں دیکھتے، اپنی حالتوں پر غور نہیں کرتے حج پر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْک کا ورد بھی کرتے ہیں، اعلان بھی کرتے ہیں۔ جانوروں کی قربانی بھی کرتے ہیں اور اسی طرح حج کے علاوہ بھی جیسا کہ میں نے کہا باقی دنیا میں رہنے والے بھی حسب توفیق قربانی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اس اعلان پر غور نہیں کرتے کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآؤُھَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (سورۃ الحج 38:22) کہ یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ پس اگر یہ حج اور قربانیاں اور یہ عید کی خوشیاں تقویٰ نہیں پیدا کر رہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی دو ٹکے کی بھی حیثیت نہیں، معمولی حیثیت بھی نہیں۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 9 اگست 2019ء، صفحہ 24 و 19)

پس وہ لوگ جو کہ دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں خدا کی فرمانبرداری سے وہ ابراہیمی مراتب حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیمؑ کے عملدرآمد اور ان کی تعلیم کا خلاصہ قرآن شریف نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے کہ جیسا اس کے رب نے اسے کہا اَسْلِمْ تو فرمانبردار ہو جاؤ تو

ابراہیمؑ نے کوئی سوال کسی قسم کا نہیں کیا اور نہ کوئی کیفیت دریافت کی کہ میں کس امر میں فرمانبرداری اختیار کروں؟ بلکہ ہر ایک امر کے لئے خواہ وہ کسی رنگ میں دیا جاوے اپنی گردن کو آگے رکھ دیا اور جواب میں کہا: اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o (سورۃ البقرۃ 2:132) کہ میں تو رب العالمین کا تابعدار ہو چکا۔ ابراہیم علیہ السلام کی یہی فرمانبرداری اپنے رب کے لئے تھی جس نے اسے خدا کی نظروں میں برگزیدہ بنا دیا۔ وہ لوگ جو ابراہیمؑ کا دین یعنی ہر طرح اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا اختیار نہیں کرتے، غلطی کرتے ہیں اور اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو سفیہ قرار دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا۔ پس وہ لوگ جو کہ دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں وہ غور کریں کہ خدا کی فرمانبرداری سے وہ ابراہیمی مراتب حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر ایک قسم کی عزت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے اور یہ سب کچھ اَسْلَمْتُ کا نتیجہ ہے۔ وَوَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ (سورۃ البقرۃ 2:133) ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کو بھی یہی سکھایا کہ جب تک خدا تعالیٰ حکم دے تب تک ہی تم اس کی اطاعت کرتے رہو۔'' (خطباتِ نورؓ صفحہ 183)

قربانی کرتے ہو تو ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ کہتے ہو تو روح بھی اس کے ساتھ متفق ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''قربانی کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ جب یہ شروع ہوئی اس وقت دیکھو کیسے مشکلات تھے اور اب بھی دیکھو۔ ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے۔ 99 برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اولاد صالح عنایت کی۔ اسمٰعیلؑ جیسی اولاد عطا کی۔ جب اسمٰعیلؑ جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی میں دیدو۔ اب ابراہیم علیہ السلام کی قربانی دیکھو۔ زمانہ اور عمر وہ کہ 99 تک پہنچ گئی۔ اس بڑھاپے میں آئندہ اولاد کے ہونے کی کیا توقع اور وہ طاقتیں کہاں؟ مگر اس حکم پر ابراہیمؑ نے اپنی ساری طاقتیں ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دیئے۔ ایک طرف حکم ہوا اور معاً بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر بیٹا بھی ایسا سعید بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیٹا! اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ (سورۃ الصّٰفّٰت 37:103) تو وہ بلا چون و چرا یونہی بولا کہا اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ o (سورۃ الصّٰفّٰت 37:103) ابا! جلدی کرو۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہے، اس کی تعبیر ہو سکتی ہے۔ مگر نہیں۔ کہا پھر کر ہی لیجئے۔ غرض باپ بیٹے نے فرمانبرداری دکھائی کہ کوئی عزت، کوئی آرام، کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں۔ مگر دیکھو کہ اس میں اور ان میں کیا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے کو کیا جزا دی؟ اولاد میں ہزاروں بادشاہ اور انبیاء پیدا کئے۔ وہ زمانہ عطا کیا جس کی انتہا نہیں۔ خلفاء ہوں تو وہ بھی ملّتِ ابراہیمی میں۔ سارے نواب اور خلفاء الٰہی دین کے قیامت تک اسی گھرانے میں ہونے والے ہیں۔

پس اگر قربانی کرتے ہو تو ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (سورۃ الانعام 6:80) کہتے ہو تو روح بھی اس کے ساتھ متفق ہو۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o (سورۃ الانعام 6:163) کہتے ہو تو کر کے بھی دکھلا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے ورنہ نامراد مرتا ہے۔ پس ایسے بنو کہ موت آوے خواہ وہ کسی وقت آوے مگر تم کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار پاوے۔ یاد رکھو کہ مر کر اور مرتے ہوئے بھی اللہ کے ہونے والے نہیں مرتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق دے۔ جو اپنی اصلاح نہیں کرتا اور اپنا مطالعہ نہیں کرتا وہ پتھر ہے۔ اور دنیا کے ایچ پیچ کام نہیں آتے۔ کام آنے والی چیز نیکی اور اعمال صالحہ ہیں۔ خدا سب کو توفیق عطا کرے۔ آمین۔'' (خطباتِ نورؓ صفحہ 142)

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 31 جولائی 2020ء)

دریائے مہر و عشق اترنے نہیں دیا

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب، لندن

مژگاں سے سیلِ اشک نکلنے نہیں دیا
دریائے مہر و عشق اترنے نہیں دیا

غربت میں گو کہ روز ہی مرتے رہے ہیں ہم
لیکن کبھی ضمیر کو مرنے نہیں دیا

کچلا ہے عاجزی سے تکبر کا شیش ناگ
ہم نے انا کے سر کو ابھرنے نہیں دیا

آتے رہے ہیں دشتِ وفا میں مقام سخت
قدموں کو راستہ بھی بدلنے نہیں دیا

جتنا جیے ہیں اپنی ہی اوقات میں جیے
غیروں کے خود کو جام میں ڈھلنے نہیں دیا

رسوا کرے ہمیں جو سرِ بزمِ دوستاں
ایسے کبھی خمار کو چڑھنے نہیں دیا

مدت ہوئی کہ نذر کیا تھا حضور کو
دل پھر کبھی کسی کو ظفر نے نہیں دیا

خاتم الرسل آنحضرت ﷺ کا سفرِ حجۃ الوداع

مکرم مولانا انیس احمد ندیم صاحب، مبلغ انچارج جماعت احمدیہ جاپان

حجۃ الوداع کا تاریخی خطبہ، تکمیلِ دین کا اعلان اور آنحضرت ﷺ کی الوداعی نصائح

اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی اور اشاعتِ توحید کا وہ سفر جس کا آغاز غارِ حرا سے ہوا تھا اس پر 22 برس بیت چکے تھے۔ مکہ اور طائف کی کٹھن تبلیغی جدو جہد کے بعد ہمارے سیدو پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ مدینہ آمد کے دسویں سال آپؐ نے جب حج کی ادائیگی کا عزم فرمایا تو لوگوں میں اعلانِ عام کر دیا گیا کہ آنحضور ﷺ حج پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ آپؐ کی رفاقت میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں عشاق تیار ہو گئے۔ یہ مبارک موقع جسے حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپؐ کی حیاتِ اطہر میں پیش آنے والا غیر معمولی واقعہ ہے۔

غارِ حرا کے گوشۂ تنہائی سے شروع ہونے والا سفر اپنی تکمیل کے مراحل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ابراہیمی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے اور تعمیر بیت اللہ کے مقاصد اپنی منتہا کو پہنچنے والے تھے۔ دعوت وتبلیغ کا وہ مشن جو مکہ معظّمہ سے شروع ہوا کئی مراحل سے گزرنے کے بعد اِسی مبارک وادی میں پایۂ تکمیل کو پہنچنے والا تھا۔ آنحضور ﷺ کی دعاؤں اور شبانہ روز تبلیغی کاوشوں کے ثمر ظاہر ہو چکے تھے۔ گویا وہ وقت آن پہنچا تھا کہ خدا کی حمد وثنا کے گیت گائے جائیں اور تلبیہ کا ورد کرتے ہوئے محبوبِ خدا ﷺ خلقِ خدا سے ہم آواز ہو کر اس زور سے توحید کی منادی کریں کہ اس کی گونج تا قیامت سنائی دیتی رہے۔ اس مقدس واقعہ کی یادیں بیان کرنے میں سب سے مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہجرت کے دسویں سال جب یہ اعلان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کا قصد کرنے والے ہیں تو لوگ ذوق وشوق سے تیاری کرنے لگے اور مدینہ میں بہت سے لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ سب لوگوں کی ایک ہی خواہش تھی کہ آپؐ کے اس سفر میں آپؐ کی پیروی کریں اور آپؐ کی اقتدا میں ہی مناسک حج بجا لائیں۔ لوگوں کے ذوق وشوق کا عالم یہ تھا کہ حاملہ خواتین بھی اس سفر سے پیچھے نہ رہیں۔ چنانچہ حجاج کا یہ قافلہ جب ذوالحلیفہ پہنچا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جن کا نام محمد رکھا گیا۔

(الجامع الصحیح للمسلم۔ کِتاب الحجِ۔ باب حجۃِ النبِی صل اللّٰہ علیہِ و سلم)

حجۃ الوداع کے سفر کا ایک منظر

حجۃ الوداع کے سفر میں لوگوں کی کثرت کا احوال بیان کرتے ہوئے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپؐ ذوالحلیفہ سے عازم سفر ہوئے اور اونٹنی پر تشریف فرما ہوئے تو آگے جہاں تک میری نظر دیکھ سکتی تھی سوار اور پیادے ہی نظر آتے تھے۔ ایسی ہی بھیڑ دائیں طرف تھی اور بائیں جانب بھی یہی عالم تھا بلکہ پیچھے بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے۔ صحابہؓ کے عشق ومحبت اور اتباعِ رسول ﷺ کا یہ عالم تھا کہ جو عمل آپؐ بجا لاتے صحابہؓ ہو بہو اس کی پیروی کرتے۔

(الجامع الصحیح للمسلم۔ کِتاب الحجِ۔ باب حجۃِ النبِی صل اللّٰہ علیہِ و سلم)

مدینہ سے روانگی

آنحضور ﷺ نے مواقیتِ حج مقرر فرمائے اور مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات قرار دیا جو مدینہ سے چھ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (صحیح بخاری)

آپؐ نے بالوں میں کنگھی کی، تیل لگایا، قربانی کے جانور کو تیار کیا اور ظہر کے بعد مدینہ سے عازم سفر ہوئے اور عصر سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔ وہاں آپؐ نے نمازِ عصر قصر کر کے ادا فرمائی۔

وادی عقیق ایک متبرک مقام

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ذوالحلیفہ میں قیام کے دوران ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں اور حج کے ساتھ ہی عمرہ کا احرام باندھیں۔ (صحیح بخاری)

اس مبارک مقام کو وادیٔ عقیق کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری)

ذوالحلیفہ میں احرام باندھنا

نماز ظہر سے قبل آپؐ نے غسل فرمایا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کو خوشبو لگائی، بالوں کو بکھرنے سے محفوظ رکھنے کی خاطر سر کی تلبید کی، چادر اوڑھی اور ظہر کی نماز قصر کر کے ادا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی منشا اور راہنمائی کے مطابق حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھا۔ اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد حجۃ الوداع کے تاریخی سفر کا آغاز فرمایا۔

(سیرت حلبیہ وابن ھشام)

صدائے لبیک کا روح پرور نظارہ

آنحضور ﷺ اور آپؐ کے عشاق تلبیہ کرتے ہوئے ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے تو یہ نظارہ نہایت مسحور کن اور قابل دید تھا۔ آج شرک اور بت پرستی کی آماجگاہ سرزمینِ عرب میں توحید کا ڈنکا پوری شان سے بج رہا تھا۔ آپؐ کا قافلہ تلبیہ کا ورد کرتے ہوئے ذوالحلیفہ سے روانہ ہوا تو لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی صداؤں سے چہار دانگ حجاز میں ایک غوغا برپا تھا۔ ایک تو وہ وقت تھا کہ احد احد کی صدا بلند کرنے پر مسلمانوں کو زدوکوب کیا جاتا اور اب یہ عالم تھا کہ ہزارہا فرزندانِ توحید رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں اس زور سے توحید کی منادی کر رہے تھے کہ حجاز کی وادیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید سے گونج اٹھی تھیں۔ تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ یقیناً ہر قسم کی تعریف اور نعمت تیرے ہی لیے ہے اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے۔ کوئی بھی تیرا شریک نہیں۔

حج کے موقع پر بلند آواز سے تلبیہ کا ورد شعائرِ حج میں سے ہے۔ سنن ابن ماجہ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنے اصحاب کو حکم دیں کہ تلبیہ پڑھتے وقت اپنی آوازوں کو بلند کیا کریں کیونکہ بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا حج کے شعار میں سے ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب رفع الصوت بالتلبیہ)

مکہ معظّمہ میں ورودِ مسعود

آنحضور ﷺ 25 ذی القعدہ کو ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور آٹھ راتیں سفر میں گزارنے کے بعد سرِ شام مکہ کے قریب پہنچے تو ذی طویٰ میں نزول فرمایا اور اگلی صبح 4 ذوالحجہ کو ثنی العلیاء یعنی بالائی جانب سے مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے۔

خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی دعا مانگنا

مکہ معظّمہ میں رونق افروز ہونے کے بعد آپؐ سب سے پہلے مسجد حرام پہنچے اور خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی یہ دعا مانگی کہ:

اے اللہ! اس گھر کی بزرگی، تعظیم، عزت اور نیکی میں اضافہ فرما۔ اور جو شخص اس گھر کا حج یا عمرہ بجالائے اس کی عزت وتکریم اور بزرگی اور نیکی میں بھی اضافہ فرما!

(السیر الحلبیہ)

مناسک حج کی ادائیگی سے قبل آپؐ کی مصروفیات

آنحضور ﷺ حج سے چند دن قبل ہی مکہ معظّمہ میں ورود فرما چکے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے عمرہ ادا فرمایا۔ استلام (حجر اسود کو بوسہ دینا) بجالایا۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ سیرت حلبیہ کی روایت کے مطابق اس موقع پر آپؐ کی طبیعت قدرے ناساز تھی لہٰذا آپؐ نے سواری کی حالت میں ہی طواف مکمل کیا اور جب رکنِ یمانی کے پاس سے گزرتے تو چھڑی سے چھوتے اور تکبیر کا ورد فرماتے۔ اسی طرح آپؐ نے چھڑی کی مدد سے ہی حجرِ اسود کو چھوتے ہوئے اشارہ کی زبان میں بوسہ عطا فرمایا۔

طواف کے بعد آپؐ مقام ابراہیم پر اترے اور کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد آب زمزم کے متبرک چشمہ پر تشریف لے گئے جہاں سے آپؐ نے پانی نوش فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ بیت الحرام سے ہی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (سورۃ البقرۃ 2:159) پڑھتے ہوئے کوہِ صفا پر پہنچے اور فرمایا کہ ہم بھی وہیں سے آغاز کریں گے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمائی ہے۔

عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپؐ مکہ کے مشرقی علاقہ ابطح میں فروکش ہوگئے اور ایام حج کے آغاز یعنی یوم الترویہ تک یہیں مقیم رہے۔ اس دوران آپؐ نمازیں قصر کر کے ادا فرماتے رہے۔

حجۃ الوداع کا پہلا دن۔ منیٰ میں قیام

8 ذوالحج یوم الترویہ کہلاتا ہے اور اس دن منیٰ کی طرف روانگی کے ساتھ ہی مناسکِ حج کا آغاز ہوجاتا ہے۔ منیٰ مکہ معظّمہ سے تین میل کی مسافت پر واقع ہے۔ آنحضور ﷺ اور صحابہؓ تلبیہ کا ورد کرتے ہوئے چاشت کے وقت منیٰ روانہ ہوئے۔ اور نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشا منیٰ میں ہی ادا فرمائیں۔

حجۃ الوداع کا دوسرا دن۔ وقوفِ عرفہ

9 ذوالحج کی نماز فجر منیٰ میں ادا فرمانے کے بعد آپؐ نے طلوع آفتاب کا انتظار فرمایا اور تلبیہ کا ورد کرتے ہوئے عرفات کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہاں آپؐ نے وادی نمرہ میں قیام فرمایا۔ حج کے اس اہم رکن کو وقوفِ عرفہ کہا جاتا ہے۔ وادی نمرہ میں ہی آپؐ نے وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جسے خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حجۃ الوداع کا تاریخی خطبہ

آنحضور ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور ایک ایسا تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو آپؐ کے مشن کی تکمیل کا اعلانِ عام تھا۔ نیز خطبہ کے آغاز میں ہی آپؐ نے اشارہ فرمادیا کہ گویا یہ آپؐ کی الوداعی نصائح ہیں۔

عرفات کے میدان میں آپؐ نے جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا صحاح ستہ سمیت تاریخ وسیر کی دیگر کتب میں اس کے مختلف حصے محفوظ ہیں۔ سیرت ابن ھشام کے مطابق آپؐ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! میری باتیں توجہ سے سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ آئندہ سال میں اس جگہ تمہارے ساتھ موجود ہوں

گا یا نہیں۔ اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جاملو۔ اسی طرح جیسے اس دن کی حرمت ہے اور اس مہینہ کی حرمت ہے۔

اور یقیناً تم اپنے رب کے حضور حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی امانت ادا کردے۔

اور کوئی شخص اپنے قرض دار سے بجز رأس المال کے سود نہ لیا کرے کیونکہ سود حرام کر دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور عباس بن عبد المطلب کا سود بھی آج سے ختم تصور ہوگا۔ اور جس قدر خون زمانہ جاہلیت کے تھے وہ سب معاف سمجھے جائیں گے اور سب سے پہلے میں خود ابن ربیعہ بن حرث بن عبد المطلب کا خون معاف کرتا ہوں جس کو بنی ھذیل نے قتل کیا تھا۔

اے لوگو! شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ اب اس سرزمین میں دوبارہ اس کی پرستش نہ کی جائے گی۔ لیکن وہ چھوٹی چھوٹی باتوں اور صغیرہ گناہوں پر تمہیں بہکاتا رہے گا۔ سو اس سے بچ کر رہو۔

اے لوگو! نسی (حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کرنا) کی رسم کفار نے ایجاد کی تھیں اور یہ محض کفر میں بڑھانے والی ہے اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے بارہ مہینے مقرر فرمائے ہیں اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یعنی ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب۔

اے لوگو! تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور شخص کو نہ بلائیں۔ اور کوئی فحش بات اختیار نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں اپنے بستروں سے جدا کر دو اور انہیں ایسی تادیب نہ کرو جو تکلیف دہ ہو۔ پھر وہ اگر اس سے باز آجائیں تو ان کا نان نفقہ حسب حیثیت تمہارے ذمہ ہے۔

اے لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ وہ تمہارے پاس باندیوں کی طرح ہیں اور اپنے لئے کوئی قدرت نہیں رکھتیں۔ اور تم نے ان کو خدا کی امانت کے طور پر لیا ہے۔ اور خدا کے کلام کی بدولت ان کی عصمتیں تم پر حلال کی گئی ہیں۔

اے لوگو! میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ! کیا میں نے تیرے احکام بندوں تک پہنچا دیئے ہیں؟ سب حاضرین نے عرض کیا کہ جی ہاں! بے شک آپؐ نے احکاماتِ الٰہی ہم تک پہنچا دیئے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ ہو جا۔ (سیرۃ ابن ھشام)

تکمیلِ دین کا اعلان اور وحی الٰہی کا نزول

حجۃ الوداع کے دوران 9 ذوالحج 10 ہجری ایک غیر معمولی تاریخی دن کی صورت میں طلوع ہوا۔ یہ جمعہ کا مبارک دن تھا لیکن آنحضور ﷺ نے نماز جمعہ کی بجائے ظہر وعصر کی نمازیں ادا فرمائیں۔ آپؐ عرفات میں ہی مقیم تھے اور اس حالت میں کہ اپنی اونٹنی القصوا پر سوار تھے آپؐ پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

(سورۃ المائدہ 4:5)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

یوم عرفہ اور یوم جمعہ کے مبارک دن اس آیت کریمہ کا نزول ایک طرف تکمیل دین کا اعلان تھا تو دوسری طرف آنحضور ﷺ سے جدائی کی خبر تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کریمہ میں مستور پیغام کو بھانپ لیا اور اتمام نعمت و تکمیل دین کا اعلان سنتے ہی آبدیدہ ہوگئے۔ آنحضور ﷺ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہم دین میں مزید تعلیمات کی امید رکھتے تھے اور اب جب کہ وہ کامل ہوگیا ہے اور نعمت تمام ہوگئی ہے تو اس بات کا خدشہ موجود ہے کہ جب کوئی چیز مکمل ہو جائے تو اس میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ عمرؓ تم ٹھیک کہتے ہو۔ (سیرت الحلبیہ)

عرفات سے مزدلفہ روانگی

آپؐ غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوئے اور یہاں پہنچ کر آپؐ نے نماز مغرب وعشاء ادا فرمائیں۔ مزدلفہ عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے اور حرم کی مقدس حدود میں داخل ہے۔

حج کا تیسرا یوم

مزدلفہ میں قیام اور المشعر الحرام تشریف آوری

آپؐ نے مزدلفہ میں نماز فجر ادا فرمائی اور حج کے ایک اور رکن المشعر الحرام کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعرِ حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ 2:199)

آپؐ اول وقت میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد مشعرِ حرام کے مقدس مقام پر تشریف لے آئے اور طلوع آفتاب سے قبل روشنی ہو جانے تک یہاں ٹھہرے رہے اور سارا وقت دعاؤں میں مشغول رہے۔

(السیر الحلبیہ باب حجۃ الوداع)

10 ذوالحج کو منیٰ واپسی اور رمی الجمار

آپؐ 10 ذوالحج کو ہی مزدلفہ سے روانہ ہو کر منیٰ پہنچے تو چاشت کا وقت ہو چکا تھا۔ یہاں تشریف لا کر آپؐ نے

ایک ایک کر کے جمرات کی رمی کی اور کل سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت آپؐ اللہ اکبر کہتے جاتے۔ مناسک حج کا یہ مرحلہ نہایت وقار اور متانت سے بجا لایا گیا۔ (جامع ترمذی)

مزدلفہ سے روانگی کے وقت آپؐ نے تلبیہ کہنا شروع کیا جو رمی الجمار تک مسلسل جاری رہا۔ رمی کے بعد آپؐ نے تلبیہ کہنا ختم کر دیا۔ (صحیح بخاری)

یوم النحر ۔یعنی قربانیوں کا دن

دس ذوالحج قربانیوں کی وجہ سے یوم النحر کہلاتا ہے۔ اس دن آنحضور ﷺ جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور لوگوں سے ایک مرتبہ پھر خطاب فرمایا اور اس دن کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے بعض نصائح فرمائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے اعلان فرمایا کہ

هذا يوم الحجِ الاكبرِ (صحیح بخاری)

کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔

یہ امور بیان فرمانے کے بعد آپؐ نے قربانیاں ذبح کیں۔ یہ جانور آپؐ مدینہ سے ساتھ لائے تھے۔ آپؐ نے گوشت تناول فرمایا اور شوربا بھی پیا۔ (سیرت حلبیہ)

بال کٹوانا اور احرام کھول دینا

10 ذوالحج کو قربانیاں ذبح کرنے کے بعد صحابہؓ نے طواف، رمی اور قربانیوں کے بارے میں مختلف سوالات کئے جن میں سے اکثر معاملات کا تعلق مناسکِ حج کی تقدیم و تاخیر سے تھا۔ آنحضور ﷺ نے ان سوالات کے جواب میں یہی فرمایا کہ اگر کوئی حصہ رہ گیا ہے تو اب بجا لائیں اور کسی وجہ سے تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (صحیح بخاری)

ان امور سے فراغت کے بعد آپؐ نے حلق راس (سر کے بال منڈوانا) کروایا۔ حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سعادت حاصل کی اور آپؐ کے بال بطور تبرک صحابہؓ نے محفوظ کر لئے۔ حلقِ راس کے بعد آنحضور ﷺ اور صحابہؓ نے احرام کھول دیئے۔

(سنن ابی داؤد و سیرت حلبیہ)

خطبہ حجۃ الوداع کے بعد آپؐ کی مصروفیات

یوم النحر کے بعد آپؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ جسے طوافِ زیارت یا طوافِ افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں آپؐ آب زمزم پر تشریف لے گئے اور پانی نوش فرمایا اور منیٰ روانہ ہوگئے اور 11 سے 13 ذوالحج تک منیٰ میں مقیم رہے۔ طوافِ زیارت کے بعد منیٰ میں تین دن رات قیام کرنا ''ایام التشریق'' کہلاتا ہے۔ ان ایام میں آپؐ بیت اللہ کی زیارت کے لئے تشریف لاتے رہے۔

وادیٔ بطحا میں نزول

13 ذوالحج کو آپ منیٰ سے وادیٔ بطحا میں تشریف لے آئے اور ایک رات یہیں قیام فرمایا۔ یہ مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں کفار نے اپنے کفر پر قائم رہنے کی قسمیں کھائیں تھیں، اسے خیف بنی کنان کہا جاتا ہے۔ آج یہ مبارک وادی بھی شرک اور بت پرستی کا جامہ اتار کر نہ صرف توحید کے نور سے منور ہو چکی تھی بلکہ رسولِ خدا ﷺ بنفس نفیس اس مقام پر رونق افروز تھے۔

طوافِ وداع اور مدینہ کو واپسی

آپؐ نے 13 ذوالحج کو نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشا محصب (بطحا) میں ادا کیں اور نماز عشاء کے بعد کچھ دیر کے لئے سو گئے اور رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو کر بیت اللہ تشریف لائے اور طوافِ وداع کیا۔ گویا اپنے محبوب وطن مکہ معظّمہ میں خانہ خدا کی آخری زیارت کی اور اس مقدس مقام کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہتے ہوئے ثنیۃ السفلی (مکہ کے نشیبی جانب) سے مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

حمد و ثنا کے ترانے گاتے ہوئے مدینہ منورہ میں نزول

حجۃ الوداع کا مبارک سفر جس کا آغاز تلبیہ کی صداؤں اور تسبیح و تحمید کے نعروں سے ہوا تھا اس کے اختتامی لمحات بھی نہایت مسحور کن اور روح پرور نظارہ پر مشتمل تھے۔ مدینہ منورہ کی آبادی نظر آتے ہی آپؐ نے تین مرتبہ اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ آپؐ کا قلب مبارک اللہ تعالیٰ کی حمد سے سرشار تھا۔ توحید کا پرچار اور اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی ہی آپؐ کا مقصدِ حیات تھا۔ ان جذبات کا اظہار مدینہ میں داخل ہوتے وقت آپؐ کی کیفیات سے ہوتا ہے۔ آپؐ کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے لبریز اور زبانِ مبارک پر یہ دعائیہ کلمات جاری تھے:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے اور حمد (بھی) اسی کی ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ ہم فرمانبرداری کے ساتھ جھکتے ہوئے، توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے واپس لوٹ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا ہے اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی ہے اور اس واحد و لاشریک نے تمام لشکروں کو ہزیمت دی ہے۔'' (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ مدینہ میں داخل ہونے تک مسلسل آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ کا ورد کرتے رہے۔

(صحیح مسلم)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o

قربانی کی حقیقت، فضیلت، اہمیت اور اس کے عمومی مسائل

مکرم مولانا فضل احمد ساجد صاحب سابق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نماز عید کا آغاز

آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلے عید الفطر ہجرت کے دوسرے سال ادا کی۔

(تلخیص الحبیر از حافظ ابن حجر عسقلانی، کتاب الصلاۃ)

نماز عید کا وقت

نماز عید کا وقت سورج کے نیزہ بھر بلند ہونے سے لے کر زوال آفتاب تک رہتا ہے۔ عید الاضحیٰ عید الفطر کی نسبت جلدی ادا کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

آنحضور ﷺ کا یہ طریق تھا کہ عید الفطر کے لئے جب جاتے تو کچھ کھا کر جاتے اور عید الاضحیہ کے لئے جب جاتے تو کچھ نہ کھاتے یہاں تک کہ قربانی کے جانور کے گوشت سے اپنے کھانے کا آغاز کرتے۔

(سنن دار قطنی۔ کتاب العیدین)

نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی نفل نماز نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ عید کی نماز کے لئے نکلے اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ آپ نے نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفل نہیں پڑھے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الجمعۃ، باب الخطبۃ بعد العید)

نماز عید میں نماز پہلے اور خطبہ بعد میں ہوتا ہے نیز اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضور ﷺ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی۔ خطبہ سے قبل نماز عید ادا کی گئی، نہ تو عید کی نماز سے پہلے اذان دی گئی اور نہ ہی عید کی نماز کے لئے اقامت کہی گئی۔ (صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ العیدین)

نماز عید کی ادائیگی کا طریق

نماز عید سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی شخص کی نماز عید رہ جائے تو حنفی اور مالکی مسلک کے مطابق نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی، نہ انفرادی طور پر اور نہ ہی اجتماعی طور پر۔

تاہم اگر کوئی شخص نماز عید میں اس حال میں شامل ہوا ہے کہ امام ایک رکعت پڑھا چکا ہے تو پھر مقتدی اپنی رہ جانے والی رکعت ویسے ہی ادا کرے گا جیسا کہ امام نے ادا کی تھی۔ یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی رہ جانے والی رکعت مکمل کرے گا اور ویسے ہی تکبیرات بھی کہے گا جیسا کہ امام نے کہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

یعنی (امام کے ساتھ) جو نماز تمہیں ملے وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے مکمل کرو۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاذان باب لا یسعی الی الصلاۃ)

نماز عید کی تکبیرات

نماز عید کی تکبیرات کے بارہ میں کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے توسط سے اپنے دادا حضرت عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت کی قرأت سے قبل سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے قبل پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

(سنن ترمذی کتاب الصلاۃ باب التکبیر فی العیدین)

تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھی جاتی ہے اور بعد میں سات بار تکبیرات کہہ کر ہاتھ کھلے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح دوسری رکعت میں سجدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنے کے بعد پانچ تکبیرات کہی جاتی ہیں اور ہاتھ کھلے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

عید الاضحیہ کے ایام میں تکبیرات

اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ

(سورۃ البقرہ 2:204)

اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔

ان ''اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ'' کی تشریح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

اس آیت میں اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں۔ ایام یعنی ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق)

چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نو ذوالحجہ کی نماز فجر سے آخری ایام تشریق یعنی تیرہ ذوالحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات کہا کرتے تھے۔ (دار قطنی۔ کتاب العیدین حدیث نمبر 27)

عید الاضحیہ کا روزہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ان دونوں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الجمعۃ، باب مسجد بیت المقدس)

قربانی کی اہمیت

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! ہر گھر والے پر ہر سال ایک قربانی واجب ہے۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاضاحی، باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا)

قربانی ہر صاحب استطاعت پر واجب ہے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر سال عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کیا کرتے تھے اور صحابہؓ کو بھی اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا عیدالاضحیہ کے موقع پر قربانی کرنی ضروری ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول پاک ﷺ اور مسلمانوں نے قربانی کی۔ اس نے اپنا سوال پھر دہرایا کہ کیا قربانی واجب ہے؟ آپ نے جواب دیا کیا تم سمجھتے نہیں کہ رسول پاک ﷺ اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الاضاحی، باب الدلیل علی ان الاضحیۃ سنۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ مدینہ کے دس سالہ قیام میں ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الاضاحی، باب الدلیل علی ان الاضحیۃ سنۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری (عید کی) نماز کی جگہ کے قریب نہ آئے۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاضاحی، باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا)

قربانی کی فضیلت

قربانی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

ابن آدم کا یوم النحر کے دن خون بہانا اللہ کو بے حد محبوب ہے۔... سوم یہ قربانی خوش دلی سے کیا کرو۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ)

آنحضرت ﷺ سے قربانیوں کی حکمت کے بارہ میں سوال ہوا۔ حدیث میں یہ واقعہ یوں درج ہے:

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے آنحضور ﷺ سے پوچھا حضور! ان قربانیوں کا مقصد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہؓ نے پھر پوچھا حضور! ان قربانیوں سے ہمیں کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ)

قربانی کے مسائل

قربانی کرنے والا ذی الحجہ کا چاند نظر آنے سے لے کر قربانی کرنے تک بال اور ناخن نہ کٹوائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد سے لے کر قربانی کرنے تک اسے چاہئے کہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الاضاحی، باب نھی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ)

کس کس جانور کی قربانی کی جاسکتی ہے؟

قربانی کے لئے اونٹ، گائے، بھینس، بکری، مینڈھا، دنبہ اور بھیڑ قربان کئے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ۔

(سورۃ الحج 22:35)

اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کیا تا کہ وہ اللہ کا نام اس پر پڑھیں جو اس نے انہیں مویشی چوپائے عطا کئے ہیں۔

قرآن کریم نے عیدالاضحیہ کے موقع پر ''**بَهِيْمَةُ الْاَنْعَام**'' کی قربانی کا حکم دیا ہے اور سورۃ الانعام آیت نمبر 143 تا 145 میں دنبہ، بکرا، اونٹ اور گائے کو ''**اَنْعَام**'' قرار دیا گیا ہے۔

فقہاء کی اکثریت نے ''**الجاموس نوع من البقرة**''، بھینس کو گائے کی ایک قسم قرار دے کر بھینس کی قربانی کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

قربانی کے لئے نر اور مادہ دونوں قسم کے جانور قربان کئے جاسکتے ہیں۔

قربانی کے جانور کا بے عیب ہونا

آنحضرت ﷺ نے قربانی کے جانور کے لئے درج ذیل شرائط بیان فرمائی ہیں:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہ قربانی کی جائے ایسے لنگڑے جانور کی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور نہ ایسے کانے جانور کی کہ جس کا کانا پن ظاہر ہو اور نہ ایسے بیمار جانور کی جس کی بیماری عیاں ہو، اور نہ ایسے دبلے جانور کی کہ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

(جامع ترمذی۔ ابواب الاضاحی باب مالا یجوز من الاضاحی)

قربانی کے جانور کی عمر

دنیا بھر کے مسلمان ہر سال قربانیاں کرتے ہیں۔ عموماً قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ زیر بحث رہتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کہ قربانی صرف دوندے جانور کی کرو۔ دوندا ملنا مشکل ہو تو دنبہ اور چھترا جو ابھی جذع ہی ہو قربانی کر سکتے ہو۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الاضاحی باب سن الاضحیۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''علماء کا اختلاف ہے کہ دو برس سے کم کا بکرا اور ایک برس سے کم کا دنبہ جائز ہے یا نہیں؟ اہل حدیث تو اسے جائز نہیں رکھتے مگر فقہا کہتے ہیں کہ دو برس سے کم ایک

برس کا بکرا بھی جائز ہے اور دنبہ چھ ماہ کا بھی۔ مومن اس اختلاف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔‘‘

(بدر۔ دسمبر 1908ء، صفحہ 10)

اونٹ تین سال، گائے دوسال اور بھیڑ بکری وغیرہ ایک سال کی کم از کم ہونی چاہئے۔ دنبہ اگر موٹا تازہ ہو تو چھ ماہ کا بھی جائز ہے۔ (فقہ احمدیہ، صفحہ 182)

قربانی کے جانور میں حصوں کی تقسیم

ایک بکرے، بھیڑ یا دنبہ میں ایک سے زیادہ حصہ دار نہیں ہوتے۔ البتہ گائے یا بیل میں سات اور اونٹ میں سات یا دس حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیہ آ گئی۔ پس ہم گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الاضاحی باب فی الاشتراک فی الاضحیۃ)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط

(سورۃ الحج 37:22)

تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو بھی۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ o

(سورۃ الحج 29:22)

اس قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور محتاج ناداروں کو بھی کھلاؤ۔

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے تین دن کے بعد قربانیوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں میں نے اس بات کا ذکر عمرہؓ سے کیا۔ وہ کہنے لگیں عبداللہ نے درست بات کہی۔ میں نے حضرت عائشہ رضی تعالیٰ عنہا کو کہتے ہوئے سنا کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں عید کی نماز پڑھنے کے لئے کچھ لوگ بادیہ نشینوں میں سے آ گئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا (قربانیوں کے گوشت) تین دن کے لئے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔ (یعنی ان میں تقسیم کر دو) بعد میں یوں ہوا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیں بناتے اور چربی پگھلاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا آپؐ نے ہمیں قربانیوں کے گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا میں نے تمہیں صرف ان کمزور افراد کے آجانے کی وجہ سے گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا۔ پس اب تم کھاؤ اور ذخیرہ بھی کرو اور صدقہ وخیرات بھی کرو۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اوّل الاسلام وبیان نسخہ واباحتہ الی متی شاء)

لیکن عمومی ہدایت یہی ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الاضاحی، باب فی کراھیۃ اکل الاضحیۃ فوق ثلثۃ ایام)

بعض سوال اور ان کے جواب

☆ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال ہوا کہ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا: صدقہ کے واسطے مسلم یا غیر مسلم کی قید ضروری نہیں۔ (فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صفحہ 122)

☆ کیا احمدی غیر از جماعت کے ساتھ مل کر عید الاضحیہ کے موقع پر گائے یا بیل میں حصہ ڈال سکتے ہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے کہ تم غیروں کے ساتھ شامل ہوتے ہو۔ اگر تم پر قربانی فرض ہے تو بکرا ذبح کر سکتے ہو اور اگر اتنی بھی توفیق نہیں تو پھر تم پر قربانی فرض بھی نہیں۔ وہ غیر جو تم کو اپنے سے نکالتے ہیں اور کافر قرار دیتے ہیں وہ تو پسند نہیں کرتے کہ تمہارے ساتھ شامل ہوں تو تمہیں کیا ضرورت ہے کہ ان کے ساتھ شامل ہو۔ خدا پر توکل کرو۔‘‘

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صفحہ 123)

قربانی کا وقت نیز قربانی کتنے دن تک کی جا سکتی ہے:

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کے آخری دن یعنی 13 ذی الحجّہ تک رہتا ہے۔ ایام تشریق، یوم النحر یعنی 10 ذی الحجّہ کے بعد کے تین دن 13,12,11 ذی الحجہ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کا طریق یہ تھا کہ عید کا خطبہ زیادہ لمبا نہیں کیا کرتے تھے اور اس کے بعد جلد قربانی کے لئے گھر روانہ ہو جایا کرتے تھے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آپ اس وقت تک روزہ رکھتے تھے جب تک خود اپنی قربانی کے گوشت سے وہ روزہ نہ کھولیں اور اس سنت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ عید کے دن ضرور روزہ رکھتے ہیں اور جب تک فارغ نہ ہوں وہ کچھ نہیں کھاتے لیکن مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کچھ پہلے کھانا حرام ہو جاتا ہے مگر سنت کا مضمون یہ ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو، جس دن قربانی کرنی ہو، اس دن وہ قربانی کے گوشت کے حاصل ہونے سے پہلے روزہ رکھے۔ قربانی تو تین دن چلتی ہے تو اگر یہ غلط مضمون سمجھا گیا تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ بعض لوگ جنہوں نے چوتھے دن قربانی کرنی ہے وہ چار دن بھوکے رہیں۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ 28 مارچ 1999ء)

☆ کیا وفات یافتہ افراد کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی کرنا جائز ہے اگر جائز ہے تو کس شرط کے ساتھ؟

آنحضرت ﷺ عید الاضحیہ کے موقع پر اپنی طرف سے اور اپنی امت کے نادار افراد کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے اس عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ عید الاضحیہ کے موقع پر فوت شدہ یا زندہ افراد کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے بشرطیکہ قربانی کرنے والا خود اپنی طرف سے بھی عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی دے۔

صحیح تکبیر

آنحضرت ﷺ جب قربانی کرتے تو یہ الفاظ پڑھتے: بسم اللہ اللہ اکبر (صحیح بخاری)

قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت مسنون طریق یہی ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا چاہئے۔

قربانی کی کوئی چیز فروخت کرنا جائز نہیں۔ البتہ اپنے استعمال میں لائی جاسکتی ہے۔ غریب غرباء، مساکین کو صدقہ بھی کی جاسکتی ہے۔ مسجد میں دی جاسکتی ہے۔ قربانی کی کھال بھی تقسیم بھی کی جاسکتی ہے اور اپنے استعمال میں بھی لائی جاسکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لہٰذا قصاب کو اس کی مزدوری کے طور پر کھال دینا، یا گوشت دینا جائز نہیں ہے۔ ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے مگر بیچنا جائز نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

جس نے نماز سے قبل قربانی کر دی اس کی قربانی نہیں ہوئی۔ قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے۔

1۔ کیا قربانی کے لئے خصی جانور ذبح کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ خصی کروانے سے جانور میں نقص واقع ہو جاتا ہے؟

جواباً تحریر ہے حضرت عائشہ اور حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ جب بھی عید کے موقع پر قربانی کرنا چاہتے تھے تو دو موٹے خصی دنبے خریدا کرتے تھے۔ ایک اپنی امت کی طرف سے اور دوسرا اپنے اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے ذبح کیا کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاضاحی، باب اضاحی رسول اللہ ﷺ)

عید کے موقع پر خصی اور غیر خصی دونوں قسم کے جانور قربان کرنا جائز ہے۔

محدثین نے یہ تشریح کی ہے کہ بعض مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی دنبے قربان کئے اور بعض مواقع پر غیر خصی کی قربانی کی۔

قربانی کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قربانی کی حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی پس ضرور اس نے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور پوتوں کی قربانی کر دی۔ اور اس کے لئے اجر بزرگ ہے جیسا کہ ابراہیمؑ کے لئے اس کے رب کے نزدیک اجر تھا۔''

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 12)

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور قربانی کے احکام و مسائل

☆ عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان دس دنوں کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں دوسرے دنوں میں کئے ہوئے اعمال سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا دوسرے دنوں میں کیا ہوا جہاد بھی ان اعمال سے افضل نہیں؟ فرمایا ہاں! جہاد فی سبیل اللہ بھی افضل نہیں سوائے اس جہاد کے جس میں مجاہد کی جان اور مال دونوں قربان ہو جائیں۔

(جامع ترمذی۔ ابواب الصوم باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر)

☆ آنحضرت ﷺ نے ان ایام میں کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید کرنے کا ارشاد فرمایا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی دن اللہ کے نزدیک ان دس دنوں سے زیادہ عظمت والا دن نہیں اور نہ ہی کوئی اچھا عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں سے زیادہ محبوب ہے۔ لہٰذا تم ان دنوں میں کثرت کے ساتھ **لا الـــہ الا اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر** پڑھا کرو۔

(مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حدیث نمبر 6154)

☆ اسی عشرہ میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

اس عشرہ کا ایک اہم عمل قربانی بھی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہے کہ جس پر آپ نے ہر سال عمل فرمایا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کی حقیقت، فضیلت، اہمیت اور اس کے عمومی مسائل کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اہم ارشاد

''نوجوان واقفینِ نو اپنے آپ کو مبلغ بننے کے لئے پیش کریں۔ ڈاکٹر اور انجینیئر یا ٹیچر بن کے جماعت کی خدمت کریں اور قربانی دیں اور قربانیوں کے معیار کو بڑھائیں۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 27 نومبر 2020ء، صفحہ 15)

نماز خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔ سو خدا تک پہنچنا بھی تو اک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دُوری بھی لمبی۔ پس جو شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے اور جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا؟‘‘

(ملفوظات۔ جلد 3، صفحہ 189، ایڈیشن 1988ء)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

قرآن اور انبیاءؑ ۴

مکرم طارق حیدر صاحب، ونڈسر

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

''اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔'' (سورۃ فاطر 25:35)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں پرانے انبیاء کے حوالہ سے ذکر کیا ہے وہاں ان انبیاء کی قوموں کا ذکر بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے اپنے انبیاء کی تائید میں معجزات دکھائے۔قرآن کریم میں ہمیں ان انبیاء سے منسوب بہت سے واقعات بیان کر کے دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ لوگوں سے استہزاء اور تعدی کے نتیجہ میں کیسے ظالم ،سفاک اور طاقتور لوگ یا تو تاریخ کے تاریک اوراق کی نظر ہوئے یا انہیں ایسا ہنوط کر دیا گیا کہ قیامت تک ایک عبرت کا نشان بن گئے ۔پس عقلمند وہی ہے جو ان عبرت کے واقعات سے سبق سیکھتا ہے۔

گزشتہ قسط میں ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات ملاحظہ کئے تھے ۔آپؑ کے بعد آپؑ کے بیٹے سام کی نسل عرب کے اطراف میں پھیل گئی یہ قوم عاد کے نام سے جانی جاتی ہے اور ارم بن سام بن نوح کی طرف منسوب ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد قوم عاد نے ہی عرب میں غلبہ حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام اسی قوم کی طرف مبعوث فرمائے گئے ۔آپؑ قوم عاد کے ایک معزز خاندان 'خلود' سے تعلق رکھتے تھے،تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین عرب پر مبعوث ہونے والے آپؑ پہلے نبی تھے ۔ قوم عاد کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا کہ:

''کیا تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے ربّ نے عاد سے کیا کیا؟(یعنی عاد کی شاخ) اِرم کے ساتھ، جو بڑے ستونوں والے تھے۔جن جیسی تعمیر ملکوں میں کبھی نہیں کی گئی۔''

(سورۃ الفجر 89:7۔9)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حوالہ سے تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:

''عاد کے متعلق مورخوں کی سینکڑوں صفحوں کی کتابیں اس سے زیادہ معلومات بیان نہیں کر سکیں جتنی معلومات قرآن کریم نے اپنے چند الفاظ میں بیان کر دیئے۔''

(تفسیر کبیر۔جلد ہشتم،صفحہ 537 ۔تفسیر سورۃ الفجر)

عاد ایک طاقتور قوم تھی اور عرب احقاف (خمار ریت کے ٹیلے) کے مقامات پر آباد تھی، یہ قوم بڑی بڑی عمارات تعمیر کرنے کے علاوہ علم ہندسہ، کیمسٹری، اسلحہ سازی اور بت تراشی میں ماہر سمجھی جاتی تھی اور یہ لوگ اپنی ان کامیابیوں پر ناز اور تکبر کے نتیجہ میں سرکشی اور ظلم میں حد سے بڑھے ہوئے تھے ۔قوم عاد کے تیرہ قبائل میں سے 'لقمان' اور 'خلجان' نہایت طاقتور قبائل تھے قوم عاد کی نخوت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایسے بیان فرمایا کہ:

''پس رہے عاد، تو انہوں نے زمین میں ناحق تکبر سے کام لیا اور کہا کون ہے جو ہم سے قوت میں زیادہ شدید ہے؟'' (سورۃ حٰمٓ السجدہ 41:16)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بگڑی ہوئی قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جیسا کہ قرآن میں درج ہے کہ:

''اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (ہم نے بھیجا)۔اس نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرو گے؟'' (سورۃ الاعراف 7:66)

مگر قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کے اس پیغام کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ:

''انہوں نے کہا اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل نہیں لایا ہے۔ اور ہم محض تیرے کہے میں اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور ہم تجھ پر ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہو سکتے۔'' (سورۃ ھود 11:54)

اس موقع پر حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد کو یاد کروایا کہ کس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم آپ کو نہ ماننے کے نتیجہ میں غرق کر دی گئی، مگر قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی ان نصائح کو یکسر رد کرتے ہوئے نہایت تعلّی سے کام لیا اور جواباً کہا:

''انہوں نے کہا ہم پر برابر ہے خواہ تو ہمیں نصیحت کرے یا نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔یہ محض پرانے لوگوں کے خلق ہیں (جو تم ہمیں سکھاتے ہو) اور ہم عذاب نہیں دیئے جائیں گے۔''

(سورۃ الشعراء 26:137۔139)

مزید یہ بھی کہا کہ تم بیوقوف (نعوذ باللہ) ہو۔اگر تم

عذاب لانے کی بات کرتے ہو اور اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو عذاب لا کر دکھاؤ تو سہی تب اس کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا:

''پس انتظار کرو۔ یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔''

(سورۃ الاعراف 72:7)

آپؑ اپنے رب کے حضور سر بسجود ہوئے اور دعا فرمائی کہ:

''اس نے کہا اے میرے رب! میری نصرت کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔''

(سورۃ المومنون 40:23)

اللہ تعالیٰ کی غیرت نے اپنے مقرب نبی کی تضحیک اور ٹھٹھا گوارا نہ کیا اور آپؑ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور جب قوم عاد پر عذاب نازل ہوا تو مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن تیز آندھی چلتی رہی یوں بڑی بڑی عمارتیں بنانے والی یہ متکبر قوم صفحہ ہستی سے محو کر دی گئی جیسا کہ قرآن میں ہے کہ:

''اور جو عاد تھے تو وہ ایک تند و تیز ہوا سے ہلاک کئے گئے جو بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اس نے اسے ان پر مسخر کئے رکھا سات راتوں اور آٹھ دن تک اس حال میں کہ وہ انہیں جڑوں سے اکھیڑ کر پھینک رہی تھی۔ پس قوم کو تو اس میں پچھاڑ کھا کر گرا ہوا دیکھتا ہے جیسے وہ کھجور کے گرے ہوئے درختوں کے تنے ہوں۔''

(سورۃ الحاقہ 69:7۔8)

قوم عاد کے اس طوفان کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گھر آتے تو آنحضرت ﷺ کا رنگ بدل جاتا اور حضور ﷺ کبھی گھر میں داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے۔ کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے اور جب بادل برس جاتا تو آنحضرت ﷺ کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی۔ کہتی ہیں کہ یہ بات میں آپؐ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتی تھی۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گھبراہٹ کا سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! یہ اس لئے ہے کہ کہیں یہ بادل قومِ عاد پر عذاب لانے والے بادل جیسا نہ ہو۔ قومِ عاد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے جب بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ تو ہم پر مینہ برسانے والا ہے لیکن وہ عذاب لانے والا بن گیا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قولہ: وھو الذی یرسل الریاح بشرا، حدیث 3206)

قوم عاد پر یہ عذاب ان دنوں میں آیا جنہیں وہ مبارک اور خوشی کے دن سمجھتے تھے اور ان دنوں کے منحوس ہونے کا تصور بھی نہ کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اندازے غلط کر دکھائے جیسا کہ فرمایا:

''یقیناً ہم نے ایک آ کر ٹھہر جانے والے منحوس دن میں ان پر ایک بہت تیز چلنے والی ہوا بھیجی۔''

(سورۃ القمر 20:54)

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عذاب کے بعد حضرت ہود علیہ السلام اور آپؑ کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے محفوظ رکھا اور آپؑ اپنی قوم کے ہمراہ حضرموت کے علاقہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہیں حضرت ہود علیہ السلام کی وفات ہوئی۔

قوم عاد کے بعد ان کی پیروی میں قوم ثمود آئی جو عرب نژاد قوم تھی، ثمود، دراصل حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ایک شخص تھا جس سے یہ قوم منسوب ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ:

''اور (وہ وقت) یاد کرو جب اس نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا۔'' (سورۃ الاعراف 75:7)

قوم ثمود کا دوسرا نام 'اصحاب الحجر' بھی آتا ہے۔ یہ قوم حجاز اور شام کے درمیان آباد تھی بعض تاریخی حوالے اس قوم کی آباد کاری عدن اور حضرموت کے علاقے میں بھی بتاتے ہیں۔ ان کا دارالحکومت مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان 'الحجر' کا علاقہ تھا جسے 'مدائن صالح' بھی کہا جاتا ہے، یہ شہر پتھروں سے بنی ہوئی مضبوط فصیل والا شہر تھا اور یہاں کے مکین وادیوں کو کھود کر مکان تعمیر کرتے تھے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور ثمود کے ساتھ، جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں۔'' (سورۃ الفجر 10:89)

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو رزق کی کشادگی عطا فرمائی زراعت کے لئے میدان عطا فرمائے اور چشموں کے تازہ پانی کے لئے اونچے پہاڑ بھی قوم ثمود کے زیر نگیں کئے جیسا کہ فرمایا:

''باغات میں اور چشموں میں۔ اور کھیتیوں میں اور ایسی کھجوروں میں جن کے خوشے (پھل کے بوجھ سے) ٹوٹ رہے ہوں۔ اور تم مہارت سے کام لیتے ہوئے پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔''

(سورۃ الشعراء 26:148۔150)

یہ قوم سنگ تراشی میں بے پناہ مہارت رکھتی تھی اور پرآسائش زندگی گزارتے، بتوں کو پوجتے اور دنیا و مافیہا سے عاری، جزا سزا سے بے پرواہ یہ قوم اپنی قوت پر نازاں ایک تفاخر پسند اور خود سر قوم تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی اصلاح کے لئے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جیسا کہ ارشاد فرمایا:

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا)۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔''

(سورۃ الاعراف 74:7)

حضرت صالح علیہ السلام کی اس دعوت کے نتیجہ میں قوم ثمود نے آپ کو جواباً کہا کہ:

''انہوں نے کہا اے صالح! یقیناً تو اس سے پہلے

ہمارے اندر امیدوں کا مرجع تھا۔ کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ اس کی پوجا کریں جسے ہمارے آباؤ اجداد پوجتے رہے۔ اور ہم یقیناً اس بارہ میں جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے بے چین کر دینے والے شک میں (مبتلا) ہیں۔''

(سورۃ ھود 63:11)

اور یوں قوم ثمود نے آپؑ کی دعوت کو یکسر نہ صرف رد کر دیا بلکہ تکذیب کرتے ہوئے کہا:

''کیا ہمارے درمیان سے ایک اسی پر ذکر اتارا گیا؟ نہیں! بلکہ یہ تو سخت جھوٹا (اور) شیخی بگھارنے والا ہے؟''

(سورۃ القمر 26:54)

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام پر نہایت سنگین الزامات لگائے اور قوم دو حصوں میں بٹ گئی۔ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کے غریب لوگ ایمان لائے اور صاحب ثروت نے رعونت دکھاتے ہوئے آپؑ کے دعویٰ کا انکار کیا اور آپؑ سے صداقت کا نشان دکھانے پر اصرار کیا۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے حجت تمام کرتے ہوئے اپنی اونٹنی کو آزاد کر دیا اور اعلان فرمایا کہ جو کوئی اس اونٹنی کو گزند پہنچائے گا وہ اللہ کے غضب کا نشانہ بنے گا اور اونٹنی کے لئے ایک دن پانی کا مقرر ہوگا اور ایک دن تمہارے (قوم ثمود) لئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا ذکر قرآن میں یوں فرمایا کہ:

''اس نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے جس کے پانی پینے کا ایک وقت مقرر کیا جاتا ہے اور تمہارے لئے بھی مقررہ دن کو پانی کی باری ہوا کرے گی۔ پس اسے نقصان پہنچانے کے لئے چھوؤ تک نہیں۔ ورنہ تمہیں ایک بڑے دن کا عذاب آ پکڑے گا۔''

(سورۃ الشعراء 156:26-157)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا ذکر سورۃ ھود کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ:

'' اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اونٹنی نشان کس طرح تھی۔ اس کا جواب تو وہ ہے جو استاذ المکرّم حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے کہ عرب اور دوسرے ممالک میں دستور تھا کہ بادشاہ اپنی طاقت کے اظہار کے لئے کوئی جانور چھوڑ دیا کرتے تھے اور اعلان کر دیا کرتے تھے کہ اسے کوئی کچھ نہ کہے، اگر کوئی کچھ کہتا تو وہ اسے تباہ کر دیتے تھے۔ اس طریق کی نقل میں حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی اونٹنی کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نشان مقرر کیا کہ تمہاری دیرینہ رسم کے مطابق اس اونٹنی کو بھی نشان مقرر کیا جاتا ہے، اگر تم اسے دکھ دو گے تو وہ الٰہی گورنمنٹ کا مقابلہ سمجھا جائے گا اور تم عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد 3، صفحہ 215۔ تفسیر سورۃ ھود)

اس کا ایک مفہوم حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی لیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے تبلیغی کاموں میں روک ٹوک نہ ڈالنے کا کہا۔

پرانی تاریخوں میں اونٹنی کی اس چراہ گاہ کا نام 'فج الناقہ' بتایا گیا ہے قوم ثمود کو آپ کی یہ بات ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور آپؑ کے ماننے والوں کے قتل کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کو یوں بیان فرمایا کہ:

''اور (اس کے) مرکزی شہر میں نو اشخاص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کہ ہم ضرور اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے۔ پھر ہم ضرور اس کے سرپرست سے کہیں گے کہ ہم نے تو اس کے گھر والوں کی ہلاکت کا مشاہدہ نہیں کیا اور یقیناً ہم سچے ہیں۔'' (سورۃ النمل 27: 49-50)

مگر اللہ تعالیٰ نے ان سرداروں کی تمام سازشیں ناکام کر دیں اور اپنی اس شکست کو دیکھتے ہوئے وہ مزید طیش میں آ گئے اور ان کے 'قیدار' نامی سردار نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو زخمی کر دیا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تب انہوں نے اپنے ساتھی کو بلایا۔ اس نے (اس اونٹنی کو) پکڑ لیا اور کونچیں کاٹ دیں۔''

(سورۃ القمر 30:54)

قوم ثمود کی ان واضح نافرمانیوں اور بدعملیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش دکھایا اور اپنے بزرگ پیغمبر کو نہ صرف اس قوم کی سازشوں سے محفوظ رکھا بلکہ قوم ثمود کو عذاب سے قبل تین روز کی مہلت بھی دی جیسا کہ فرمایا:

''تو اس نے کہا اپنے گھر میں بس تین دن عارضی فائدے اٹھا لو۔ یہ ایک وعدہ ہے جو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔''

(سورۃ ھود 66:11)

چنانچہ وعدہ کے عین مطابق چوتھے روز صبح کے وقت قوم ثمود کڑک کے ساتھ نازل ہونے والے ہولناک زلزلہ میں مدفون ہوگئی۔ جب کہ حضرت صالح علیہ السلام اور آپؑ پر ایمان لانے والی چھوٹی سی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اس زلزلہ سے محفوظ رکھا اس واقعہ کا ذکر قرآن میں کچھ یوں ملتا ہے کہ:

''اور جنہوں نے ظلم کیا انہیں ایک سخت گونج دار آواز نے آ پکڑا۔ پس وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔

گویا وہ ان میں کبھی بسے نہ تھے۔ خبردار! ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا۔ خبردار! ثمود کے لئے ہلاکت ہو۔''

(سورۃ ھود 68:11-69)

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود کی تباہی کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے فلسطین کے علاقہ رملہ کی طرف ہجرت کی اور بعض کے نزدیک آپؑ حضرموت کے علاقہ میں جا بسے اور وہیں آپؑ کی وفات ہوئی۔

(باقی صفحہ 32)

بقیہ از خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

پس ہمیں خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کے آگے جھکنے اور خلافت کا مطیع و فرمانبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ سلسلہ کی پوری ترقی کے نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں۔ ہماری عبادتیں، نمازیں اور ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

آج پھر دعاؤں کا کہنا چاہتا ہوں پاکستان کے احمدیوں اور جہاں کہیں بھی مظلوم احمدی ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ فلسطین سمیت مظلوم مسلمانوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات کو دور فرمائے اور ہم جلد از جلد اسلام اور حضرت محمد ﷺ کا جھنڈا لہراتا ہوا اور تمام دنیا میں توحید کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں۔ (آمین)

(بشکریہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔10، 18، 26 مئی، یکم جون 2021ء)

بقیہ از خطبہ الہامیہ سے ایک اقتباس

یہاں تک کہ وہ حقیقت ہر ذرہ وجود میں داخل ہو جائے۔ اور راحت اور آرام اختیار نہ کرے جب تک کہ اس قربانی کو اپنے رب معبود کے لئے ادا نہ کرلے۔ اور جاہلوں اور نادانوں کی طرح صرف نمونہ اور پوست بے مغز پر قناعت نہ کر بیٹھے۔ بلکہ چاہئے کہ اپنی قربانی کی حقیقت کو بجالاوے اور اپنی ساری عقل کے ساتھ اور اپنی پرہیزگاری کی روح سے قربانی کی روح کو ادا کرے۔ یہ وہ درجہ ہے جس پر سالکوں کا سلوک انتہا پذیر ہوتا ہے اور عارفوں کا مقصد اپنی غایت کو پہنچتا ہے۔ اور اس پر تمام درجے پرہیزگاروں کے ختم ہو جاتے ہیں اور سب منزلیں راستبازوں اور برگزیدوں کی پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہاں تک پہنچ کر سیر اولیاء کا اپنے انتہائی نقطہ تک جا پہنچتا ہے۔''

(خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 51-58)

بقیہ از قرآن اور انبیاء

ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''انسان کو سیدھی راہ پر چلانے کے لئے انبیاء و صحائف بھیجے گئے۔ جب بھی انسان راہِ ہدایت سے ہٹنے لگا تو وہ تباہ ہو گیا۔ قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کے قصے قرآن پاک میں موجود ہیں کہ کس کس طرح قوموں کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ ظلم کرنا ہی ظلم نہیں، ظلم پر خاموشی بھی ظلم ہے۔ برائی کو دیکھ کر برائی سے نہ روکنا بھی جرم ہے۔ ہم اسلامی تعلیمات سے دُور ہو رہے ہیں۔ فتنہ فساد عام ہے۔ چنانچہ قدرت کی طرف سے وارننگ اور آزمائش کے طور پر زلزلے آفات وغیرہ آتی ہیں۔''

(خطباتِ مسرور۔ جلد چہارم، صفحہ 55-56)

مضمون جاری ہے۔

عیدالاضحیہ کے موقع پر قربانی

عیدالاضحیہ کے موقع پر قربانی صاحبِ استطاعت کے لئے سنتِ موکدہ اور واجب ہے۔ اور اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ قربانی دینے والا اشارہ کی زبان میں اس بات کا اقرار کرتا ہے۔ ...

جس کا مفہوم یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔

قربانی کے لئے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ، دنبہ۔ ان میں سے کوئی بھی جانور ذبح کیا جا سکتا ہے۔ گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور بھیڑ، بکری، دنبہ وغیرہ ایک آدمی کی طرف سے کافی ہے۔ اور انسان قربانی کی نیت میں اپنے کنبہ کو بھی شامل کر سکتا ہے۔

(فقہ احمدیہ، صفحہ 182)

اس لئے ایسے احمدی احباب جو جماعت احمدیہ کینیڈا کے نظام کے تحت عیدالاضحیہ کے موقع پر جانور کی قربانی کروانے کے خواہش مند ہوں وہ اپنی رقوم مقامی سیکرٹری مال یا آن لائن amjinc.ca پر 10 جولائی 2021ء سے پہلے ادا کر دیں۔ تاکہ مرکز یو کے کے ذریعہ افریقہ اور دیگر پسماندہ ممالک میں اُن کی طرف سے قربانی کا انتظام کروا دیا جائے۔

براہ کرم mal@ahmadiyya.ca پر درج ذیل معلومات سے آگاہ کریں۔

☆ نام

☆ رقم

☆ جس ملک میں قربانی کروانا چاہتے ہیں۔

قربانی کے لئے درج ذیل شرح پر رقم ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

قربانی کا بکرا 225 کینیڈین ڈالر

قربانی گائے 840 کینیڈین ڈالر

قربانی گائے کا ایک حصہ 120 کینیڈین ڈالر

(ایک گائے میں سات حصے ہو سکتے ہیں۔

840=7x120)

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے اور عیدالاضحیہ کی قربانی کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین!

خالد محمود نعیم

نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا ای میل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ مکرم محمد زمان چوہدری صاحب

11 رمئی 2021ء کو مکرم محمد زمان چوہدری صاحب بریمپٹن ایسٹ جماعت 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

14 رمئی 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ڈیڑھ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن میں تدفین ہوئی اور مکرم شاہد منصور صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مرحوم، مکرم محمد شریف چوہدری صاحب کے بیٹے اور مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب درویش قادیان کے داماد تھے۔

مرحوم نہایت مخلص، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ انہیں فیصل آباد جماعت میں مختلف خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں آپ نے اہلیہ محترمہ سلیمہ زمان چوہدری صاحبہ، تین بیٹے مکرم فاروق زمان چوہدری صاحب، مکرم قمر زمان چوہدری صاحب، مکرم ہارون زمان چوہدری صاحب، تین بھائی مکرم عطاء الرحمٰن چوہدری صاحب، مکرم خلیل الرحمٰن چوہدری صاحب، مکرم حفیظ الرحمٰن چوہدری صاحب امریکہ، دو بہنیں محترمہ شمیم اختر صاحبہ امریکہ اور محترمہ قیصر تنویر صاحبہ فیصل آباد یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ بشریٰ آغا صاحبہ

13 رمئی 2021ء کو محترمہ بشریٰ آغا صاحبہ لندن انٹاریو جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

15 رمئی 2021ء کو ڈیڑھ بجے مسجد بیت الحمد مس ساگا میں ان کی نماز جنازہ مرحومہ کے بھائی مکرم لطف المنان خاں صاحب آف سینٹ کیتھرین جماعت نے پڑھائی اور اڑھائی بجے پارک قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم خاں صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ حضرت مولانا ارجمند خاں صاحبؓ مرحوم سابق پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی صاحبزادی تھیں۔ اور اپنے والد محترم کے قریب ہی دفن ہوئیں۔

مرحومہ نیک، مخلص، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، علم دوست اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی ابتدائی صدر تھیں۔

آپ نے پسماندگان میں شوہر مکرم نجم حمید آغا صاحب، ایک بیٹا مکرم عدنان آغا صاحب لندن انٹاریو، دو بیٹیاں محترمہ رومانہ Kilogore صاحبہ امریکہ، محترمہ عنبرین آغا صاحبہ لندن انٹاریو، تین بھائی مکرم لطف المنان خاں صاحب، مکرم منصور احمد خاں صاحب آف سینٹ کیتھرین، مکرم مشہود احمد خاں صاحب مسس ساگا اور چار بہنیں محترمہ ثریا حمید صاحبہ، اوک ول، محترمہ زکیہ آغا صاحبہ ہملٹن، محترمہ جمیلہ خاں صاحبہ بریمپٹن اور محترمہ سلمیٰ نعمان صاحبہ آف سینٹ کیتھرین یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ

16 رمئی 2021ء کو محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحیم جدران صاحب مرحوم ویسٹن جماعت 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

19 رمئی 2021ء کو ساڑھے بارہ بجے مسجد بیت الحمد مس ساگا میں ان کی نماز جنازہ مکرم عمران الحق بھٹی صاحب مربی سلسلہ ویسٹن نے پڑھائی اور ڈیڑھ بجے نیشول قبرستان میں تدفین ہوئی اور مرحومہ کے بیٹے مکرم عبدالحفیظ خاں صاحب ویسٹن نے دعا کرائی۔

مرحومہ نیک، مخلص، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ آپ حضرت مولوی رحیم بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو اور مکرم ڈاکٹر عبدالقدوس جدران صاحب شہید، مکرم ڈاکٹر عبدالقدیر جدران صاحب شہید نواب شاہ کی بھابھی تھیں۔ آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چھ بیٹے مکرم عبدالحفیظ خاں صاحب، مکرم عطاء العلیم خاں صاحب، مکرم شہزاد خاں صاحب ویسٹن، مکرم عبدالقدوس خاں صاحب وینکوور، مکرم عبدالسلام خاں صاحب، مکرم عطاء الوحید خاں صاحب جرمنی اور ایک بیٹی محترمہ غزالہ ناہید خاں صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔ کینیڈا میں ان کے اور بھی اعزا و اقارب مقیم ہیں۔

☆ محترمہ جمیلہ خانم چوہدری صاحبہ

17 رمئی 2021ء کو محترمہ جمیلہ خانم چوہدری صاحبہ ڈرہم جماعت 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

20 رمئی 2021ء کو مسجد بیت الحمد مس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے ان کی نماز جنازہ مکرم عبدالحلیم طیب صاحب سابق نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے پڑھائی اور اڑھائی بجے نیشول قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم چوہدری عبدالوحید صاحب بیری نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت میں شامل تھیں۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند تہجد گزار، خلیق، ملنسار اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ لجنہ اماء اللہ لاہور میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ کا

خلافت سے اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔

آپ حضرت ماسٹر چراغ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو تھیں ۔ مرحومہ نے پسماندگان میں چھ بیٹے مکرم خالد محمود چوہدری صاحب ڈرہم ،مکرم جلیل چوہدری صاحب،مکرم محمد حفیظ صاحب ہالینڈ،مکرم حامد محمود صاحب ،مکرم ساجد محمود صاحب جرمنی اور چار بیٹیاں محترمہ نصرت داؤد صاحبہ امریکہ، محترمہ امۃ النصیر خالدہ صاحبہ لاہور،محترمہ محمودہ چغتائی صاحبہ ہالینڈ اور محترمہ امۃ القیوم احمد صاحبہ بریمپٹن ایسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم مرزا رشید انور بیگ صاحب

21 رمئی 2021ء کو مکرم مرزا رشید انور بیگ صاحب ٹرانٹو سکاربرو جماعت 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

22 رمئی 2021ء کو مسجد بیت الحمد مس ساگا میں دو بجے کے بعد ان کی نماز جنازہ مکرم سید محمد احسن گردیزی صاحب نیشنل ایڈیشنل سیکرٹری تربیت ووقفِ جدید نومبائعین جماعت احمدیہ کینیڈا نے پڑھائی اور تین بجے نیشول قبرستان میں تدفین ہوئی اور مرحوم کے بھتیجے مکرم نبیل مرزا صاحب مربی سلسلہ مانٹریال نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت میں شامل تھے۔آپ مکرم مرزا سعید احمد صاحب لاہور کے صاحبزادے تھے۔نیک، صالح،صوم وصلوٰۃ کے پابند،منکسر المزاج ، شریف النفس،متین، سادہ طبیعت، خلیق اور ملنسار تھے۔ ٹرانٹو اور لاہور میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔مرحوم کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ تقیہ رشید صاحبہ، ایک بیٹی محترمہ سارہ رشید صاحبہ اور داماد مکرم قیصر جبار صاحب کے علاوہ تین بہنیں خالدہ پروین صاحبہ، محترمہ نصرت قمر صاحبہ ٹرانٹو ،محترمہ آصفہ روحی صاحبہ جرمنی ، دو بھائی مکرم مرزا وسیم بیگ صاحب لاہور اور مکرم مرزا ظفر محمد بیگ صاحب فرانس یادگار چھوڑے ہیں۔مرحوم ،مکرم بلال احمد مرزا صاحب صدر جماعت مارکھم کے چچا تھے۔

آپ لمبا عرصہ سے بیمار تھے ،اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی اہلیہ محترمہ،صاحبزادی اور داماد کو غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔اللہ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔مرحوم کے اور بھی اعزا واقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ محترمہ رفعت نسرین صاحبہ

05 رجون 2021ء کو محترمہ رفعت نسرین صاحبہ مس ساگا ویسٹ جماعت 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

07 رجون 2021ء کو مسجد بیت الحمد مس ساگا میں تقریباً ایک بجے ان کی نماز جنازہ مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مس ساگا نے پڑھائی اور دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم ڈاکٹر تنویر احمد ملک صاحب نائب لوکل امیر مس ساگا نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔آپ نیک، صالحہ،صوم وصلوٰۃ کی پابند، تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کرتیں ۔ سادہ طبیعت، خلیق ، ملنسار اور ہمدرد خاتون تھیں۔مرحومہ کا خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم خالد منیر صاحب، دو بیٹے مکرم کاشف منیر صاحب ، بہو محترمہ سیمل منیر صاحبہ، ایک پوتی عزیزہ منہا نبیلہ سلمہا ،مکرم عاطف منیر صاحب مس ساگا ویسٹ جماعت اور ان کی اہلیہ محترمہ بشریٰ جبیں صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ سعیدہ بی بی صاحبہ

12 رجون 2021ء کو محترمہ سعیدہ بی بی صاحبہ احمدیہ ابوڈ آف پیس جماعت 90 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

14 رجون 2021ء کو مسجد بیت الحمد مس ساگا میں تقریباً ایک بجے ان کی نماز جنازہ مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مس ساگا نے پڑھائی اور دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔آپ نیک، صالحہ ، صوم وصلوٰۃ کی پابند ، خلیق ، ملنسار، ہمدرد اور دعا گو خاتون تھیں۔مرحومہ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چھ بیٹے مکرم محمد ارشد صاحب بیری ،مکرم محمد ریاض صاحب ویسٹن نارتھ،مکرم طاہر احمد صاحب،مکرم خالد محمود قمر صاحب مالٹن،مکرم محمد فائز صاحب ریجائنا،مکرم بشارت احمد صاحب،تین بیٹیاں محترمہ شکیلہ ناصر صاحبہ،محترمہ نصرت ظہور صاحبہ اور محترمہ تسلیم زارا صاحبہ سیدوالا (جڑانوالہ) یادگار چھوڑی ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے ۔اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔آمین!